شیخ مفید کے اجتہادی فکر میں صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کی شہادت کے دلائل کا تجزیہ

<"xml encoding="UTF-8?>

شیخ مفید کے اجتہادی فکر میں صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کی شہادت کے دلائل کا تجزیہ

1. خلاصہ:

شیخ مفید بزرگ شیعہ فقیہ اور علماء میں سے ہیں، جن کے نظریات امامیہ کے بہت سے نظریاتی اور تاریخی مسائل میں مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔

حالیہ برسوں میں، شیعہ ثقافت، خاص طور پر ایام فاطمیہ کے ترویج کی وجہ سے، بعض منحرف دہشت گرد گروہوں نے یہ جھوٹا دعویٰ کیا ہے کہ شیخ مفید صدیقہ طاہرہ کی شہادت پر اعتقاد نہیں رکھتے، خدا ان پر رحم فرمائے۔ جبکہ شیخ مفید کی اجتہادی فکر کا ان کے تاریخی، فقہی اور اصولی کاموں سے تجزیہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امامیہ کے اس عظیم عالم کی فکر میں حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی شہادت ایک قطعی اور یقینی ہے۔ اس مضمون میں ہم متعدد منابع مثلاً روایات کی تعدد، شواہد، شہرت، صحیح احادیث کی کتابوں میں ان کی شہادت اور مصائب کی بنیاد پر تجزیہ و شواہد کے ساتھ یہ دکھانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ مسئلہ شہادت اور مصائب حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا یقینی ہے۔

2. بیان مسئلہ

محمد بن محمد بن نعمان شیخ مفید 336ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ وہ شیعوں کے بزرگ فقہاء، محدثین اور علمائے دین میں سے ہیں۔ شیخ مفید کے مشہور اور معتبر شاگرد نجاشی (رحمہ اللہ) ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

«1067 محمد بن محمد بن النعمان ... شیخنا و أستاذنا رضی اللہ عنہ. فضلہ أشهر من أن يوصف فی الفقه و الکلام و الروایة و الثقة و العلم»

"محمد بن محمد بن نعمان بن عبدالسلام بن جابر بن نعمان بن سعید بن جبیر ہمارے شیخ اور استاد ہیں - خدا ان سے راضی ہوں - فقہ و حدیث میں ان کا فضل اور ان کی ثقہ ہونا مشہور ہے۔ ان کے متعددکتابیں ہیں۔"

نجاشی، احمد بن علی، رجال النجاشی، ص399، 1جلد، جماعة المدرسين فی الحوزة العلمية بقم، مؤسسة النشر الإسلامی - ایران - قم، چاپ: 6، 1365 ه.ش.

امامیہ کی اس عظیم شخصیت کے بارے میں جو ابہام پیدا ہوئے ہیں ان میں سے ایک حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی شہادت کے سلسلے میں ان کا نظریہ ہے۔ کچھ منحرف گروہ مثلاً انگریزی دہشت گردانہ تحریک یہ بہانہ کرنے کی کوشش کرتی ہے کہ امامیہ کے اس عظیم عالم کو حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی شہادت پر اعتقادنہیں ہے۔ بلاشبہ اس شبہ کے جواب کے لیے شیخ مفید کے اجتہاد کی بنیادوں کا ان کی تصانیف اور کتابوں سے تفصیلی تجزیہ درکار ہے۔ اس لیے ہمیں احادیث کی سند اور قبولیت میں شیخ مفید کے اجتہاد کی بنیادوں کے تجزیے کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

3. روایات کی سند اور قبولیت میں شیخ مفید کی بنیاد کا تجزیہ

ہر فقیہ اور متکلم کے لیے اجتہاد کی سب سے اہم بنیادوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی نظر میں شرعی دلائل - عقلی اور نقلی دونوں طرح کی تصدیق کے طریقوں سے واقف ہو۔ شرعی شواہد میں قرآن کے ساتھ ساتھ احادیث بھی تنوع اور اہمیت کے اعتبار سے اجتہاد کا سب سے اہم ستون ہیں۔

مثال کے طور پر، اگر کوئی فقیہ اور عالم دین کسی کتاب کی تمام احادیث کو - جیسا کہ صحیح بخاری یا اصول کافی - کو حجت اور دلیل شرعی کے طور پر مانتا ہے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان احادیث کے مندرجات پر یقین رکھتا ہے اور ان پر عمل کرتا ہے، اور فتویٰ دیتاہے۔

ایک اور مثال یہ ہے کہ اگر ایک فقیہ اور عالم تمام احادیث کے صحیح ہونے کو قطعی طور پر تسلیم کر لے، اس کے مقابلے میں کسی دوسرے فقیہ کے مقابلے میں جو مفید روایات اور علم کو قبول کرتا ہے، تو احکام سے اجتہاد اور استنباط کرنےمیں مختلف نتائج برآمد ہوں ۔

یہاں ضروری ہے کہ شیخ مفید کی روایت کو قبول کرنے کی بنیاد کی طرف اشارہ کیا جائے اور ان کے دلائل اور فتاویٰ کی توثیق میں اس کے نتائج پر مزید بحث کی جائے، خاص طور پر حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی شہادت کے مسئلہ میں۔

شیخ مفید اپنی کتاب اصول فقہ بنام "التذکرہ با صول الفقہ" میں حدیثوں کو اجراء کے لحاظ سے اسے متواتر اور احد روایات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ متواتر روایتوں کی سند اور اعتبار میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اصل بحث ان روایات کو دیکھنے کے طریقے سے ہے جو سند اور اجراء کے لحاظ سے تواتر کی سطح تک نہیں پہنچتی ہیں اور اصطلاح میں "اخبار احد" کا حصہ سمجھی جاتی ہیں۔

شیخ مفید نے اس طرح کی روایت کی حجیت اور اعتبارکو اس طرح بیان کرتےہیں:

«فأما خبر الواحد القاطع للعذر فهو الّذی یقترن إلیه دلیل یفضی بالناظر فیه إلی العلم بصحة مخبره و ربما کان الدلیل حجة من عقل و ربما کان شاهدا من عرف و ربما کان إجماعا بغیر خلف فمتی خلا خبر الواحد من دلالة یقطع بها علی صحة مخبره فإنه کما قدمناه لیس بحجة و لا موجب علما و لا عملا علی کل وجه»

البتہ وہ خبر جو عذر کے لیے فیصلہ کن ہے وہ خبر ہے جو اس وجہ کے ساتھ ہو کہ اس پر اجتہاد کرنے والے فقیہ کو اس بات کا علم اور یقین آجائے کہ اس خبر کا مفاد صحیح ہے۔ کبھی یہ استدلال اور قرینہ عقلی دلیل ہوتی ہے، کبھی یہ حسب روایت شاهد ہوتی ہے اور کبھی ایسا اجماع ہوتا ہے جس پر کسی کو اعتراض نہیں ہوتا۔ جب بھی ان مفید شواہد میں سے ایک بھی معلومات نامکمل اور علم سے خالی ہو تو وہ ثبوت نہیں ہے اور فقیہ کے لیے علم اور یقین فراہم نہیں کرتا اور اس مفاد کی بنیاد پر کسی بھی طرح عمل نہیں ہو سکتا۔

مفید، محمد بن محمد، نبرد جمل / ترجمه الجمل و النصرة لسید العترة فی حرب البصرة، ص23- تهران، چاپ: اول، 1383 ش.

مندرجہ بالا تمہید کی بنیاد پر شیخ مفید نے تاریخی واقعات پیش کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس کا قاری اس بات کا ثبوت حاصل کر سکتا ہے کہ اہل جمل اور اس کے واقعات کے بارے میں عقیدہ درست ہے اور ان واقعات کو اپنے راستے کے لیے روشنی کے طور پر استعمال کرنے کے قابل ہو۔

نتیجہ: مندرجہ بالا مقدمات کے مطابق یہ بات واضح ہے کہ شیخ مفید نے اپنی کتابوں میں جو روایات اور خبرواحدنقل کی ہیں, اس کے اجراء کے لیے قرینہ موجود ہونے کی وجہ سے علم اور اعتماد اس کے لیے کارآمد رہا ہے۔

1/3۔ عقلی دلیل:

کسی روایت کے مضمون کی عقلی دلیل کے ساتھ مطابقت اس کے جاری کرنے کے لیے ایک اہم دلیل ہے۔ مثال کے طور پر وہ احادیث جو اہل بیت علیہم السلام کی مطلق عصمت پر دلالت کرتی ہیں جو قطعی دلیل کے مطابق ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی روایت اس عقلی مفروضے کے مطابق ہو تو وہ صحیح ہے۔ کسی مقدمے میں متواتر روایتوں کا ہونا موضوع کو جاری کرنے کے عقلی دلائل میں سے ایک ہے۔

3/2۔ عقلی اور عرفی دلیل:

عقلی دلیل کے ساتھ مطابقت روایت جاری کرنے کی ایک اور دلیل ہے۔ مثال کے طور پر لوگوں کے درمیان لین دین کے معاملات میں اگر کسی روایت کا مقصد عقلی قانون پر دستخط کرنا تھا تو وہ حجت ہے۔   مثال کے طور پر ایسی روایت جو اس بات پر دلالت کرتی ہو کہ لین دین کا موضوع معلوم ہونا چاہیے یا غبنی لین دین (ایسا سودا جس میں عدل و انصاف نہ پایا جاتا ہو اور فریقین میں سے ایک انتہائی پشیمان ہو) صحیح نہیں ہے۔

3/3۔ اجماع کے ساتھ روایت کے مطابقت کا اصول یا شیعہ علماء کا مشہور قول:

یہ ثبوت شیعہ علماء کے درمیان روایات کی منتقلی کے لیے اہم ترین دلیلوں میں سے ایک ہے۔ شیعہ علماء نے طویل عرصے سے ان روایات کو مستند سمجھا ہے جو ائمہ کے اصحاب کے درمیان مقبول اور عام تھیں اور ہر کوئی ان کی پیروی کرتا تھا۔

/43۔ مشہور اصول اور مشہور روایت کی کتابوں میں روایت کے ذکر کا ثبوت:

یہی وجہ ہے کہ مرحوم کلینی نے اپنی کتاب اصول کافی کے شروع میں صحابہ کرام میں سے مشہور و معروف اصولوں سے روایات جمع کرنے کی بات کی ہے۔ اسی طرح کا دعویٰ شیخ صدوق من لا یحضرہ الفقیہ اور شیخ طوسی اپنی کتاب کے تعارف میں تہذیب الاحکام کے شروع میں بھی کرتے ہیں۔

/53۔ قرینہ استفاضه اور طریقوں کی کثرت:

یہ سب سے اہم عرفی اور عقلی دلائل میں سے ایک ہے۔ احتمالات کے حساب کے قانون کی بنیاد پر، عقلا کسی کہانی کے راویوں کی کثرت سے یقین اور عام علم تک پہنچتے ہیں - خواہ ان کی کوئی خاص تصدیق نہ ہو یا بعض راویوں کی ترمیم کی گئی ہو۔   عقلا کے اس طرز عمل کی حکمت یہ ہے کہ ہر طریقہ ہمارے اندر واقعہ کی سچائی کا کوئی نہ کوئی شبہ اور احتمال پیدا کرتا ہے، اس شبہ کی کثرت اور مخالف شواہد کی عدم موجودگی سے عقلا یقین اور صحیح شبہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ شارع بھی علم اور یقین کو روایت سمجھنے میں حجت مانتے ہیں۔

نتیجہ: شیخ مفید کے طریقہ اجتہاد میں، اگر کوئی روایت متواترہ نہ ہو، بعض دلائل کے باوجود اس کی سند اور اعتبار متواتر روایت سے مختلف نہیں ہے۔

/63۔ شیخ مفید کی کتابوں کی تالیف کے طریقہ پر اصول کا اطلاق

روایات اور شرعی تجاویز کی توثیق میں جن بنیادی اصولوں اور اجتہاد پر بحث کی گئی ہے اس کا براہ راست اثر شیخ مفید کے علمی، فقہی اور تاریخی کاموں کی تالیف پر پڑاہے۔ یہ متقی عالم اپنی تاریخی کتاب ارشاد کے شروع میں لکھتے ہیں:

«... فإنی مُثبِتٌ بتوفیق الله و معونته ما سألتَ أیدک الله إثباتَه من أسماء أئمة الهدی علیهم السلام و تاریخ أعمارهم و ذکر مشاهدهم و أسماء أولادهم و طرف من أخبارهم المفیدة لعلم أحوالهم لتقف علی ذلک وقوف العارف بهم و یظهر لک الفرق ما بین الدعاوی و الاعتقادات فیهم فتمیز بنظرک فیه ما بین الشبهات منه و

البينات ...»

مفید، محمد بن محمد، الإرشاد فی معرفة حجج الله علی العباد، ج1 ؛ ص4، قم، چاپ: اول، 1413 ق.

"...اور پھر، خدا کے فضل اور اس کی مدد سے، میں اس کتاب میں بتاؤں گا کہ آپ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں، راہنمائی کرنے والے ائمہ کے ناموں، ان کی زندگی کی تاریخیں (اور ان کی زندگی کا دورانیہ)، اوران کی شہادت کامقام، ان کے بچوں کے نام ، ان کی زندگی کے بہاؤ سے، جو ان کے حالات کے بارے میں علم کا سبب بنا ان کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرنا اور مختلف آراء اور عقائد کے درمیان فرق کرنا۔ ان کے بارے میں اظہار خیال، اور مشکوک مواد کو حقائق سے الگ کرنے کے لیے...»

مفید، محمد بن محمد، الإرشاد للمفید / ترجمه رسولی محلاتی، ج1 ؛ ص1، تهران، چاپ: دوم، بی تا.

اس تمہید کی بنا پر شیخ مفید نے تاریخ معصومین سے روایتیں اور نصیحتیں جمع کرنے کی کوشش کی ہے، جو مکلفین اور مخاطبین کے لیے مفید ثابت ہوں گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شیخ مفید کے نزدیک اس کتاب میں روایات اور موضوعات عقلی دلائل، کثرت طریق، مشہور و اجماع وغیرہ کی وجہ سے معتبر رہے ہیں۔

ارشاد کے علاوہ شیخ مفید اپنی اہم ترین فقہی کتاب " مقنعه " کے شروع میں لکھتے ہیں:

«جمع مختصر فی الأحکام و فرائض الملة و شرائع الإسلام لیعتمده المرتاد لدینه و یزداد به المستبصر فی معرفته و یقینه و یکون إماما للمسترشدین و دلیلا للطالبین و أمینا للمتعبدین یفزع إلیه فی الدین و یقضی به علی المختلفین»

"یہ کتاب واجبات مکلفین اور اسلامی قوانین کے احکام ومسائل کی مختصر تالیف ہے تاکہ دین کے چاہنے والے اس پر اعتماد کر سکیں۔ اور جو دینی معارف کو جاننا چاہتا ہے اور یقین چاہتا ہے اس کتاب پر قائم رہنے سے اس کے یقین اور علم میں اضافہ ہوگا۔ اور یہ کتاب ان لوگوں کی امام اور رہنما ہے جو ترقی اور رہنمائی چاہتے ہیں، مذہبی لوگوں کے متلاشیوں اور معتمدوں کے لیے اس کتاب کی تعلیمات میں پناہ لینے اور متنازعہ امور کو ختم

کرنے کا سبب ہے۔"

بغدادی، مفید، محمّد بن محمد بن نعمان عکبری، المقنعة (للشیخ المفید)، ص: 27، در یک جلد، کنگره جهانی هزاره شیخ مفید - رحمة الله علیه، قم - ایران، اول، 1413 ه‍ ق

اس انتہائی اہم اور کلیدی تمہید کی بنا پر، جو شیخ مفید کے اجتہاد کی ایک اہم ترین بنیاد پر دلالت کرتا ہے، وہ فتویٰ میں ایسے ذرائع اور روایات کا حوالہ دیتے ہیں جو اعتماد اور علم اور خدائی فرائض کی انجام دہی کے لیے مفید ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شیخ مفید کی رائے میں اس فقہی کتاب کا مواد عقلی، روایتی اور قرآنی دونوں اعتبار سے صحیح دلائل پر مبنی ہے۔ اپنی کتاب کے آغاز میں انہوں نے سامعین سے یہ عہد کیا ہے کہ وہ غیر معتبر ذرائع سے دور رہیں اور ان کی بنیاد پر کوئی رائے قائم نہ کریں۔

اس کی بنیاد شیخ مفید کی تاریخی کتب میں بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ وہ جمل کتاب کے تعارف میں لکھتے ہیں:

«فقد جمعت لک أیدک الله کل ما صدر عنهم و أثبته فی هذا الکتاب برهانا یفضی الناظر فیه إلی صحة الاعتقاد فی أحکام القوم بأسمائهم بأعمالهم و ما فیها من الکفر و الإیمان و الطاعة و العصیان و التبین و الضلال لتعلم وفقک الله بالنظر و الاعتبار و تخرج بذلک من التقلید الموبق لصاحبه لتظفر بالحق و یزول عنک الاشتباه الذی التبس علیک الأمر فیما کان هناک»

مفید، محمد بن محمد، الجمل و النصرة لسید العترة فی حرب البصرة، ص48، 1جلد، دار المفید - قم (ایران)، چاپ: 1، 1413 ه.ق.

"اور اس تالیف میں، میں نے آپ کے لیے فراہم کیا ہے - خدا آپ کو خوش رکھے - جو کہا گیا ہے، اور میں نے ایک دلیل کو ثابت کیا ہے کہ جو بھی اسے دیکھتا ہے وہ ان کے اور ان کے طرز عمل کے بارے میں صحیح عقیدہ تلاش کرسکتا ہے۔ اور وہ سمجھے کہ کفر، ایمان، نافرمانی، اطاعت، گمراہی اور ہدایت کیسی ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ اس سے سبق حاصل کرنے میں کامیاب ہوں گے اور گمراہ کن تقلید کی حالت سے نکل کر حق تک پہنچ جائیں گے اور جو گمراہی اور گمراہی کا باعث ہے وہ آپ سے دور ہو جائے گا۔"

مفید، محمد بن محمد، نبرد جمل / ترجمه الجمل و النصرة لسید العترة فی حرب البصرة، ص23- تهران، چاپ: اول، 1383 ش.

مندرجہ بالا مقدمہ کی بنیاد پر شیخ مفید نے کچھ تاریخی واقعات پیش کرنے کی کوشش کی ہے کہ قاری اس بات کا ثبوت حاصل کر سکے کہ افراد اور واقعات کے بارے میں ان کا عقیدہ درست ہے اور وہ ان واقعات کو اپنے راستے کے لیے روشنی کے طور پر استعمال کر سکتا ہے۔

نتیجہ: مندرجہ بالا مقدمہ کے مطابق یہ بات واضح ہے کہ شیخ مفید نے اپنی کتابوں میں جو روایات اور خبریں نقل کی ہیں۔ اس کے اجراء کے لیے دلائل موجود ہونے کی وجہ سے مفید علم اور یقین پیدا ہوا ہے۔

4. شیخ مفید کا فقہ، حدیث اور تاریخ پر مبنی نقطہ نظر کا اظہار

اجتہاد کے مندرجہ بالا نکتہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اب ہم شیخ مفید کی شہادت حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے بارے میں ان کے فقہی، فتاوی، تاریخی اور احادیث مبارکہ کا جائزہ لیں گے:

4/1۔ مقنعه میں شیخ مفید کی رائے:

شیخ مفید نے فقہ و فتاویٰ کے اپنے سب سے اہم اور جامع تصنیف جو کہ مقنعه ہے میں درج ذیل روایت کو بخش زیارت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر زیارت کے باب میں شامل کیا ہے کہ جس کا اظہار ہم اس جملے میں کچھ وضاحت کے ساتھ ذکرکرتے ہیں:

«ثم قف بالروضة و زر فاطمة علیها السلام فإنها هناك مقبورة: پھر قبرستان میں کھڑے ہو کر فاطمہ سلام اللہ علیہا کی زیارت کرو کیونکہ ان کی قبر اسی علاقے میں ہے۔

فإذا أردت زيارتها فتوجه إلى القبلة في الروضة و قل: اور جب تم اس کی زیارت کرنا چاہو تو روضہ میں قبلہ کی طرف رخ کرو اور کہو:

السلام علیک یا رسول اللّٰہ: آ پ پر سلام ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

السلام علی ابنتک الصدیقة الطاهرة: آ پ کی بیٹی صدیقہ اور طاہرہ کو سلام

السلام علیک یا فاطمة بنت رسول اللّٰہ: سلام ہو آپ پر اے فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

السلام علیک أیتها البتول الشهیدة الطاهرة: سلام ہو آپ پر اے بتول شاہدہ طاہرہ

مندرجہ بالا جملہ میں حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی شہادت کا حوالہ دیا گیا ہے۔ یہ بات مسلسل زیارت کے حوالے سے مضبوط اور ثابت ہوتی ہے جس میں حقوق غصب کرنے اور صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا پر بہت سی سختیوں کا ذکر ہے۔ شیخ مفید بیان کرتے ہیں:

لعن اللّٰہ من ظلمک: خدا ہر اس شخص پر لعنت کرے جس نے آپ پر ظلم کیا۔

و منعک حقک: اور اس نے تمہیں تمہارے حق سے منع کیا۔

و دفعک عن إرثک: اور تمہیں تمہاری میراث سے نکال دیا۔

و لعن اللّٰہ من کذّبک: اور خدا اس پر لعنت کرے جس نے آپ کو جھٹلایا

و أعنَتکِ: اور اس نے آپ کو انتہائی سختی اور مشقت میں موت کے قریب کر دیا۔

و غصّصک بریقک: خدا اس شخص پر لعنت کرے جس نے آپ کو اتنا دکھ پہنچایا

یہ معلوم ہونا چاہیے کہ "غوث" ثلاثی مزید باب تفعیل ریشہ «غصص» اس کا مصدر«الغُصّة» ہے۔

فصیح عربی استعمال میں، غم ایک ایسی حالت ہے جس میں کسی شخص کے حلق کے آخر میں ہڈی یا اس جیسی کوئی چیز پھنس جاتی ہے (دھیان دیں: حلق کے اوپر نہیں! کیونکہ اسے برداشت کرنا آسان ہے) جو اسے سانس لینے یا پانی پینے سے روکتا ہے۔ اور اس شخص کو مسلسل تناؤ، تنگی اور انتہائی شدید دباؤ میں ڈالیں - جیسے دم گھٹنے یا مسلسل ڈوبنے کی حالت۔ یہ حالت کسی شخص کی سب سے مشکل ذہنی اور جسمانی حالت کی نشاندہی کرتی ہے۔

فیومی، احمد بن محمد، المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر للرافعی، ص448، قم، چاپ: دوم، 1414 ه.ق.

فیروز آبادی، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، ج2 ؛ ص475، بیروت، چاپ: اول، 1415 ه.ق

موسی، حسین یوسف، الإفصاح ،ج1 ؛ ص453، قم، چاپ: چهارم، 1410 ه.ق.

اس تمہید سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ " و غصّصک بریقک " کا مطلب ہے کہ خدا ان لوگوں پر لعنت کرے جنہوں نے تم میں "غم کی کیفیت" پیدا کی - وہ بھی بڑی شدت کے ساتھ - اس طرح کہ آفت کی شدت کی وجہ سے آپ کا لعاب دہن۔ ہڈی کی طرح ہے حلق میں تھا اور... امیر المومنین علیہ السلام کا بھی وہی حال تھا جو صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کا تھا۔ اس نے کہا: میں نے کئی سال انتظار کیا جبکہ " و فی العینِ قذًی و فی الحلقِ شَجاً " کا مطلب ہے "گلے میں ہڈی اور آنکھ میں کانٹا":

ابن بابویه، محمد بن علی، علل الشرائع، ج1 ؛ ص151، قم، چاپ: اول، 1385ش / 1966م.

شیخ مفید ب ادامہ دیتے ہوۓبیان کرتے ہیں:

و أدخل الذل بیتک: اور خدا ان پر لعنت کرے جنہوں نے آپ کی عزت کو پامال کیا اور آپ کے گھر میں ذلت اور بے بسی لائی۔

و لعن اللہ أشیاعهم و ألحقهم بدرک الجحیم: اور خدا ان کے پیروکاروں پر لعنت کرے اور انہیں جہنم کی سمجھ میں شامل کرے۔

صلی اللہ علیک یا بنت رسول اللہ: آپ پر خدا کی رحمتیں ہوں، اے خدا کے رسول کی بیٹی

و علی أبیک و بعلک و ولدک الأئمة الراشدین: اور آپ کے والداور بچوں پر خدا کی رحمتیں ہوں، جو صالح امام ہیں۔

علیک و علیهم السلام و رحمة اللہ و برکاته:

بغدادی، مفید، محمّد بن محمد بن نعمان عکبری، المقنعة (للشیخ المفید)، ص: 459، در یک جلد، کنگره جهانی هزاره شیخ مفید - رحمة اللّه علیه، قم - ایران، اول، 1413 ھ ق

اس گھر میں ذلت و رسوائی لانا جسے آسمانی فرشتے عزیز سمجھتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اہل بیت علیہم السلام کے مصائب کی انتہا کو ظاہر کرتا ہے۔

2/4۔ امالی میں شیخ مفید کا نظریہ

"امالی" میں اسلام کی اخلاقی، مذہبی اور تاریخی روایات شامل ہیں۔ شیخ مفید نے 7 سال کے دوران، رمضان المبارک کے مقدس مہینوں میں اور 42 مجالس میں اس کتاب کےاملاء کیے ہیں۔

مفید، محمد بن محمد، الأمالی (للمفید)، ص1 و ص350، قم، چاپ: اول، 1413ق.

یہ کتاب شیعہ حدیث کی سب سے مستند کتابوں میں سے ایک ہے۔ شیخ مفید نے اس کتاب کی احادیث کو کئی مجالس میں حدیث کے متلاشیوں کو املاءکیاہے۔ یہ کتاب بڑے ذوق و شوق اور لطافت سے ترتیب دی گئی ہے۔

اس نفیس داستانی کتاب کی روایات کا جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ شیخ مفید نے کتاب میں متعدد مقامات پر حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی حقانیت اور مظلومیت سے متعلق روایات پیش کی ہیں جن کا ذکر ہے:

4/2/1. روایت اول:

درج ذیل روایت حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے اس قول سے ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کی سختیوں اور مصائب کا ذکر ہے:

«قَالَ أَخْبَرَنِی أَبُو بَکْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الْجِعَابِیُّ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْحَسَنِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا عِیسَی بْنُ مِهْرَانَ عَنْ یُونُسَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَیْمَانَ الْهَاشِمِیِّ عَنْ أَبِیهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ عَلِیِّ بْنِ أَبِی طَالِبٍ ع قَالَتْ لَمَّا اجْتَمَعَ رَأْیُ أَبِی بَکْرٍ عَلَی مَنْعِ فَاطِمَةَ ع فَدَکَ وَ الْعَوَالِیَ وَ أَیِسَتْ مِنْ إِجَابَتِهِ لَهَا عَدَلَتْ إِلَی قَبْرِ أَبِیهَا رَسُولِ اللَّهِ صفَأَلْقَتْ نَفْسَهَا عَلَیْهِ وَ شَکَتْ إِلَیْهِ مَا فَعَلَهُ الْقَوْمُ بِهَا وَ بَکَتْ حَتَّی بَلَّتْ تُرْبَتَهُ ع بِدُمُوعِهَا وَ نَدَبَتْهُ ثُمَّ قَالَتْ فِی آخِرِ نُدْبَتِهَا

قَدْ کَانَ بَعْدَکَ أَنْبَاءٌ وَ هَنْبَثَةٌ

لَوْ کُنْتَ شَاهِدَهَا لَمْ تَکْثُرِ الْخُطَبُ

وَ اخْتَلَّ قَوْمُکَ فَاشْهَدْهُمْ فَقَدْ نَکَبُوا

إِنَّا فَقَدْنَاکَ فَقْدَ الْأَرْضِ وَابِلَهَا

قَدْ کَانَ جَبْرَئِیلُ بِالْآیَاتِ یُؤْنِسُنَا

فَغِبْتَ عَنَّا فَکُلُّ الْخَیْرِ مُحْتَجِبٌ

فَکُنْتَ بَدْراً وَ نُوراً یُسْتَضَاءُ بِهِ

عَلَیْکَ یَنْزِلُ مِنْ ذِی الْعِزَّةِ الْکُتُبُ

تَجَهَّمَتْنَا رِجَالٌ وَ اسْتُخِفَّ بِنَا

بَعْدَ النَّبِیِّ وَ کُلُّ الْخَیْرِ مُغْتَصَبٌ

سَيَعْلَمُ الْمُتَوَلِّی ظُلْمَ حَامَّتِنَا

يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَّی سَوْفَ يَنْقَلِبُ

مِنَ الْبَرِيَّةِ لَا عَجَمٌ وَ لَا عَرَبٌ

فَقَدْ لَقِينَا الَّذِی لَمْ يَلْقَهُ أَحَدٌ

لَنَا الْعُيُونُ بِتِهْمَالٍ لَهُ سَكَبٌ

فَسَوْفَ نَبْكِيکَ مَا عِشْنَا وَ مَا بَقِيَتْ

مفید، محمد بن محمد، الأمالی (للمفید)، ص40، قم، چاپ: اول، 1413ق.

8- "عبداللہ بن محمد بن سلیمان ہاشمی اپنے والد سے اپنے دادا سے حضرت زینب بنت علی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب ابوبکر نے فدک اور عوالی سے فاطمہ (سلام اللہ علیہا) پر پابندی لگانے کا فیصلہ کیا اور فاطمہ (س) اس بات سے مایوس ہوئیں کہ ابوبکر فدک واپس دے دیں گے، وہ اپنے والد رسول خدا (ص) کی قبر پر گئیں اور آپ کی قبر پر خود کو گرا دیا اور ان لوگوں کے ساتھ کئے گئے مصیبت کی شکایت کی۔ اور اتنا رویا کہ قبر شریف حضور کے آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ اور چیخ ماری اور آخر میں وہ سب کچھ بتایا جو پیش انا تھا: بے شک آپ کے بعد یہ خبریں اور ہنگامہ برپا ہوا کہ اگر آپ ہوتے تو یہ تمام پریشانیاں اور مشکلات پیش نہ آتیں۔

ہم نے آپ کو اس زمین میں کھو دیا ہے جو بارش سے محروم ہے اور آپ کی قوم میں انتشار پیدا ہو گیا ہے اور گواہی دیں کہ وہ اپنا ایمان کھو چکے ہیں۔ جبرائیل مسلسل ہمارے مونس کی آیات لا رہے تھے۔ اور آپ ہم سے چھپ گئے اور آپ کے جانے سے تمام نیکیاں ہم سے چھپ گئیں۔ آپ ایک چمکتا ہوا چاند اور چمکتا ہوا نور تھے جس سے روشنی حاصل ہوئی اور آپ پر خدا کی طرف سے عظمت کے ساتھ کتاب نازل ہوئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد متشدد چہروں والے لوگوں نے ہمارا سامنا کیا اور ہماری توہین اور تحقیر کی اور سارا خیرات ضائع ہو گیا۔ جس نے ہمارے گھر والوں پر ظلم کیا ہے اسے عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ اسے قیامت کے دن کیا سامنا کرنا پڑے گا۔ ہم نے ایسے مصائب کا سامنا کیا ہے جن کا سامنا کسی بھی مخلوق کو، خواہ عرب ہو یا عجم، نے نہیں کیا۔ جب تک ہم زندہ ہیں اور جب تک ہماری آنکھیں ہیں، ہم تیرے نقصان کی قسم کھاتے ہیں اور اپنی آنکھوں سے غمگین ہیں۔"

مفید، محمد بن محمد، الأمالی (للمفید)، ص52، ترجمہ استاد ولی - مشهد، چاپ: اول، 1364ش.

مندرجہ بالا روایت کے بارے میں درج ذیل نکات قابل غور ہیں:

پہلا نکتہ: صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا پر ابوبکر اور ان کی جماعت کے مظالم اتنے زیادہ تھے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں پناہ لی۔ اس کے رنج و غم کی شدت ایسی رہی کہ آنسو متواتر بہتے رہےاور ماتم کیا۔

دوسرا نکتہ: حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے اپنے مصائب کے اظہار کے لیے اشعار کا استعمال کیا۔ اس زمانے میں عربوں میں شاعری سب سے مضبوط ذریعہ تھی۔ عرب اہم ترین حقائق و واقعات کو پاکیزہ اور فصیح شاعری سے اگلی نسلوں تک پہنچاتے تھے۔

تیسرا نکتہ: لغت نگاروں نے "هنبثة" کے مندرجہ ذیل معنی بتائے ہیں:

1. ابن درید لکھتے ہیں:

«و الهَنابِث: الدواهی، الواحدة هَنْبَثَة، و هی الداهیة»

هنابث ، جمع مکسر ہے اور اس کا مطلب ہے منشیات اور مشکل امور، جس کا واحد هنبثة ہے، جس کا مطلب ہے مشکل معاملہ۔

ابن درید، محمد بن حسن، جمهرة اللغة، ج1 ؛ ص263، بیروت، چاپ: اول، 1988 م.

2.ابن اثیر لکھتے ہیں:

«الْهَنْبَثَةُ: واحدة الْهَنَابِثِ، و هی الأمور الشّداد المختلفة»

هنبثة اسکی جمع هنابث ہے، جس کو کہا جاتا ہے کہ وہ شدید امور ہیں جو مسلسل جاری رہتے ہیں۔

ابن اثیر، مبارک بن محمد، النهایة فی غریب الحدیث و الأثر، ج5 ؛ ص278، قم، چاپ: چهارم، 1367 ه.ش.

3. زبیدی تاج العروس میں لکھتے ہیں:

«و الهَنْبَثَةُ: الاخْتِلاطُ فی القَوْلِ. و الهَنَابِثُ: الدَّواهِی، و الأُمورُ و الأَخبارُ المُخْتَلِطَة»

هنبثة کا مطلب ہے گفتار میں ملاوٹ اور گڑبڑ۔ هنابث اس کی جمع ہے جس کا مطلب ہے مختلف چیزیں اور خبریں جو حقیقت سے دور ہو۔

مرتضی زبیدی، محمد بن محمد، تاج العروس، ج3 ؛ ص280، بیروت، چاپ: اول، 1414 ه.ق.

علمائے لغت کے نزدیک یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کو سخت مشکلات اور معاملات کا سامنا کرنا پڑا جس کی وجہ سے انسان اپنا سکون اورچین کھو بیٹھتا ہے۔

چوتھا نکتہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کی تذلیل اوربے حرمتی کے علاوہ،

صدیقہ طاہرہ، خدا کے رسول کی عترت کی طرف " تَجهمّم قوم "لوگوں کی بغاوت اشارہ کیاہے، خدا ان پر اور ان کے اہل خانہ کو سلامت رکھے۔ لفظ تَجهمّمکے مندرجہ ذیل معنی ہیں:

1. «جهم: الجیم و الهاء و المیم یدلُّ على خلاف البَشاشة و الطَّلاقة. یقال رجلٌ جهمُ الوجهِ أی کریهُهُ. و من ... و

يقال جَهَمْتُ الرّجل و تجهَّمْتُه، إذا استَقْبَلتَه بوجهه»

جہم، جم، هاء ، اور میم کی ریشه سے ماخوذ ہے، جو علیحدگی اور طلاقت کے متضاد معنی پر دلالت کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جہم الوجہ کے آدمی سے مراد گندا چہرہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جهمت الرجل تجهمته وہ ہے جب تم اس سے بدصورت اور بدصورت چہرے کے ساتھ ملو!

ابن فارس، احمد بن فارس، معجم مقاييس اللغه، ج1 ؛ ص490، قم، چاپ: اول، 1404 ه.ق.

2. «التجهم و العبوس التجهّم: جهِمَ فلانا يجهَمه جَهما و تجهّمه و له: استقبله بوجه كريه»

بدمزاج ہونے کا مطلب ہے ایک دوسرے کا سامنا ایک بدمزاج اور بدمزاج چہرے کے ساتھ کرنا.

موسى، حسين يوسف، الإفصاح، ج2 ؛ ص1305، قم، چاپ: چهارم، 1410 ه.ق.

علمائے کرام کے قول سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے اردگرد کے لوگ بدصورت چہروں والا تھا جن لوگوں نے ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے ساتھ ناروا سلوک کرتے تھے۔

پانچواں نکتہ: صدیقہ طاہرہ کے اشعار کے مطابق اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے، ان کے مصائب کی شدت ایسی تھی کہ ایسی تکلیف کسی اور کو نہیں ہوئی۔ اس سانحے کی گہرائی کا براہ راست تعلق اس حق سے ہے جو کھو گیا ہے۔

4/2/2. روایت دوم:

دوسری روایت مروان بن عثمان کی ہے، یہ روایت تلخ حقائق کے بارے میں بتاتی ہے جیسے کہ صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کے گھر کو آگ لگانے کا حکم خلیفہ ثانی نے دیا تھا:

9 قَالَ أَخْبَرَنِی أَبُو بَکْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الْجِعَابِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْحُسَیْنِ الْعَبَّاسُ بْنُ الْمُغِیرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَکْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیدُ بْنُ عُفَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنِی ابْنُ لَهِیعَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ یَزِیدَ عَنِ ابْنِ أَبِی هِلَالٍ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ لَمَّا بَایَعَ النَّاسُ أَبَا بَکْرٍ دَخَلَ عَلِیٌّ ع وَ الزُّبَیْرُ وَ الْمِقْدَادُ بَیْتَ فَاطِمَةَ ع وَ أَبَوْا أَنْ یَخْرُجُوا فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَضْرِمُوا عَلَیْهِمُ الْبَیْتَ نَاراً فَخَرَجَ الزُّبَیْرُ وَ مَعَهُ سَیْفُهُ فَقَالَ أَبُو بَکْرٍ عَلَیْکُمْ بِالْکَلْبِ فَقَصَدُوا نَحْوَهُ فَزَلَّتْ قَدَمُهُ وَ سَقَطَ إِلَی الْأَرْضِ وَ وَقَعَ السَّیْفُ مِنْ یَدِهِ فَقَالَ أَبُو بَکْرٍ اضْرِبُوا بِهِ الْحَجَرَ فَضُرِبَ بِسَیْفِهِ الْحَجَرُ حَتَّی انْکَسَرَ وَ خَرَجَ عَلِیُّ بْنُ أَبِی طَالِبٍ ع نَحْوَ الْعَالِیَةِ فَلَقِیَهُ ثَابِتُ بْنُ قَیْسِ بْنِ شَمَّاسٍ فَقَالَ- مَا شَأْنُکَ یَا أَبَا الْحَسَنِ فَقَالَ أَرَادُوا أَنْ یُحْرِقُوا عَلَیَّ بَیْتِی وَ أَبُو بَکْرٍ عَلَی الْمِنْبَرِ یُبَایَعُ لَهُ وَ لَا یَدْفَعُ عَنْ ذَلِکَ وَ لَا یُنْکِرُهُ فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ وَ لَا تُفَارِقُ کَفِّی یَدَکَ حَتَّی أُقْتَلَ دُونَکَ فَانْطَلَقَا جَمِیعاً حَتَّی عَادَا إِلَی الْمَدِینَةِ وَ إِذَا فَاطِمَةُ ع وَاقِفَةٌ عَلَی بَابِهَا وَ قَدْ خَلَتْ دَارُهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْقَوْمِ وَ هِیَ تَقُولُ لَا عَهْدَ لِی بِقَوْمٍ أَسْوَأَ مَحْضَراً مِنْکُمْ تَرَکْتُمْ رَسُولَ اللَّهِ ص جِنَازَةً بَیْنَ أَیْدِینَا وَ قَطَعْتُمْ أَمْرَکُمْ بَیْنَکُمْ لَمْ تَسْتَأْمِرُونَا وَ صَنَعْتُمْ بِنَا مَا صَنَعْتُمْ وَ لَمْ تَرَوْا لَنَا حَقّا

مفید، محمد بن محمد، الأمالی (للمفید)، ص ص49، قم، چاپ: اول، 1413ق.

9- مروان بن عثمان کہتے ہیں: جب لوگوں نے ابی بکر، کی بیعت کی تو علی (ع) زبیر اور مقداد حضرت فاطمه (س) کے گھر میں داخل ہوئے اور باہر آنے سے انکار کردیا۔ عمر بن خطاب نے کہا: ان لوگوں کےساتھ گھر کو آگ لگا دو۔ اس وقت زبیر تلوار لے کر باہر نکلا۔ ابوبکر نے کہا: اس کتے کو لے جاؤ، حملہ آوروں نے حملہ کیا، زبیر کا پاؤں پھسل کر زمین پر گرا، اور اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ ابوبکر نے کہا: اپنی تلوار ایک چٹان پر مارو اور انہوں نے اسے پتھر پر مارا یہاں تک کہ وہ ٹوٹ گئی۔ علی بن ابی طالب (ع) گھر سے نکل کر نجد کے دیہات میں گئے اور راستے میں ثابت بن قیس بن شماس سے ملے۔ ثابت نے کہا: اے ابا الحسن کیا ہوا؟ اس نے کہا: وہ میرے گھر کو آگ لگانا چاہتے ہیں، اور ابوبکر منبر پر بیٹھے ہیں اور لوگوں سے بیعت لینے میں مصروف ہیں، اور ان حملوں کو نہ روکتے ہیں اور نہ مذمت کرتے ہیں۔ ثابت نے کہا: میں آپ سے اس وقت تک دستبردار نہیں ہوں گا جب تک میں آپ کے دفاع کے لیے راستے میں مارا نہ جاؤں۔ چنانچہ وہ ایک ساتھ مدینہ واپس آئے، جب گھر پہنچے تو دیکھا کہ فاطمہ دروازے کے پاس کھڑی ہیں اور گھر حملہ آوروں سے خالی تھا۔ اور آن حضرت نے آواز دی: میں نے تم سے زیادہ بدصورت کسی قوم کو نہیں دیکھا، تم نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جسد خاکی کو ہمارے پاس چھوڑ دیا اور آپس میں فیصلہ کیا کہ تم تنہا اس سے حکومت چھین لو گے ۔ اور تم نے ہم میں سے کسی کو اس پر تبصرہ کرنے کے لیے نہیں کہا، اور جو کچھ تم لے کر آئے وہ ہم پر لے آئے، اور تم نے ہمارے لیے کوئی حق نہیں سمجھا!

مفید، محمد بن محمد، الأمالی (للمفید)، ص61، ترجمه استاد ولی - مشهد، چاپ: اول، 1364ش.

مذکورہ بالا روایت حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے ظلم کی انتہا کو ظاہر کرتی ہے جنہیں خلیفہ دوم کی طرف سے گھر کو جلانے کی دھمکی کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ دھمکی اتنی سنگین اور موثر تھی کہ ایسا لگتا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچوں کی جان بچانے کے لیے گھر سے نکلے تھے۔ سقیفہ کے سرداروں نے اہل بیت علیہم السلام کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کے لیے، حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ جسم کا بھی خیال نہیں کیا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رد عمل کے ساتھ ملا۔

4/2/3. روایت سوم

درج ذیل روایت فاطمہ سے متعلق اہم ترین سند میں سے ایک ہے۔ امام حسین علیہ السلام کے کلام سے یہ روایت عترت خاندان کے واقعات سے متعلق ہے:

7 قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ الرَّازِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الْهُرْمُزَانِيِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ الْحُسَيْنِ علیهم السلام قَالَ: لَمَّا مَرِضَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ النَّبِيِّ ص وَصَّتْ إِلَى عَلِيٍّ ص أَنْ يَكْتُمَ أَمْرَهَا وَ يُخْفِيَ خَبَرَهَا وَ لَا يُؤْذِنَ أَحَداً بِمَرَضِهَا فَفَعَلَ ذَلِکَ وَ كَانَ يُمَرِّضُهَا بِنَفْسِهِ وَ تُعِينُهُ عَلَى ذَلِکَ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ رَحِمَهَا اللَّهُ عَلَى اسْتِسْرَارٍ بِذَلِکَ كَمَا وَصَّتْ بِهِ- فَلَمَّا حَضَرَتْهَا الْوَفَاةُ وَصَّتْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ع أَنْ يَتَوَلَّى أَمْرَهَا وَ يَدْفِنَهَا لَيْلًا وَ يُعَفِّيَ قَبْرَهَا فَتَوَلَّى ذَلِکَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ع وَ دَفَنَهَا وَ عَفَّى مَوْضِعَ قَبْرِهَا فَلَمَّا نَفَضَ يَدَهُ مِنْ تُرَابِ الْقَبْرِ هَاجَ بِهِ الْحُزْنُ فَأَرْسَلَ دُمُوعَهُ عَلَى خَدَّيْهِ وَ حَوَّلَ وَجْهَهُ إِلَى قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ ص فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْکَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنِّي وَ السَّلَامُ

عَلَيْکَ مِنِ ابْنَتِکَ وَ حَبِيبَتِکَ- وَ قُرَّةِ عَيْنِکَ وَ زَائِرَتِکَ وَ الْبَائِتَةِ فِی الثَّرَی بِبُقْعَتِکَ وَ الْمُخْتَارِ لَهَا اللَّهُ سُرْعَةَ اللَّحَاقِ بِکَ قَلَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَنْ صَفِيَّتِکَ صَبْرِی وَ ضَعُفَ عَنْ سَيِّدَةِ النِّسَاءِ تَجَلُّدِی- إِلَّا أَنَّ فِی التَّأَسِّی لِی بِسُنَّتِکَ وَ الْحُزْنِ الَّذِی حَلَّ بِی بِفِرَاقِکَ مَوْضِعَ التَّعَزِّی فَلَقَدْ وَسَّدْتُکَ فِی مَلْحُودِ قَبْرِکَ بَعْدَ أَنْ فَاضَتْ نَفْسُکَ عَلَی صَدْرِی وَ غَمَّضْتُکَ بِيَدِی وَ تَوَلَّيْتُ أَمْرَکَ بِنَفْسِی نَعَمْ وَ فِی کِتَابِ اللَّهِ أَنْعَمُ الْقَبُولِ - إِنَّا لِلَّهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ راجِعُونَ- لَقَدِ اسْتُرْجِعَتِ الْوَدِيعَةُ وَ أُخِذَتِ الرَّهِينَةُ وَ اخْتُلِسَتِ الزَّهْرَاءُ فَمَا أَقْبَحَ الْخَضْرَاءَ وَ الْغَبْرَاءَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَّا حُزْنِی فَسَرْمَدٌ وَ أَمَّا لَيْلِی فَمُسَهَّدٌ- لَا يَبْرَحُ الْحُزْنُ مِنْ قَلْبِی أَوْ يَخْتَارَ اللَّهُ لِی دَارَکَ الَّتِی أَنْتَ فِيهَا مُقِيمٌ کَمَدٌ مُقَيِّحٌ وَ هَمٌّ مُهَيِّجٌ سَرْعَانَ مَا فَرَّقَ بَيْنَنَا وَ إِلَی اللَّهِ أَشْکُو- وَ سَتُنَبِّئُکَ ابْنَتُکَ بِتَضَافُرِ أُمَّتِکَ عَلَيَّ وَ عَلَی هَضْمِهَا حَقَّهَا فَاسْتَخْبِرْهَا الْحَالَ فَکَمْ مِنْ غَلِيلٍ مُعْتَلِجٍ بِصَدْرِهَا لَمْ تَجِدْ إِلَی بَثِّهِ سَبِيلًا وَ سَتَقُولُ وَ يَحْکُمُ اللَّهُ وَ هُوَ خَيْرُ الْحاکِمِينَ* سَلَامٌ عَلَيْکَ يَا رَسُولَ اللَّهِ سَلَامَ مُوَدِّعٍ لَا سَئِمٍ وَ لَا قَالٍ فَإِنْ أَنْصَرِفْ فَلَا عَنْ مَلَالَةٍ وَ إِنْ أُقِمْ فَلَا عَنْ سُوءِ ظَنٍّ بِمَا وَعَدَ اللَّهُ الصَّابِرِينَ وَ الصَّبْرُ أَيْمَنُ وَ أَجْمَلُ وَ لَوْ لَا غَلَبَةُ الْمُسْتَوْلِينَ عَلَيْنَا لَجَعَلْتُ الْمُقَامَ عِنْدَ قَبْرِکَ لِزَاماً وَ لَلَبِثْتُ عِنْدَهُ مَعْکُوفاً وَ لَأَعْوَلْتُ إِعْوَالَ الثَّکْلَی عَلَی جَلِيلِ الرَّزِيَّةِ فَبِعَيْنِ اللَّهِ تُدْفَنُ ابْنَتُکَ سِرّاً وَ تُهْتَضَمُ حَقَّهَا قَهْراً وَ تُمْنَعُ إِرْثَهَا جَهْراً وَ لَمْ يَطُلِ الْعَهْدُ وَ لَمْ يَخْلُ مِنْکَ الذِّکْرُ فَإِلَی اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ الْمُشْتَکَی وَ فِيکَ أَجْمَلُ الْعَزَاءِ- وَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْکَ وَ عَلَيْهَا وَ رَحْمَةُ اللَّهِ وَ بَرَکَاتُهُ .

علی بن محمد ہرمزنی نے امام سجاد سےانہونے اپنے والد امام حسین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فاطمہ سلام اللہ علیہا بیمار ہوئیں تو انہوں نے علی علیہ السلام کو وصیت کی کہ آپ مرے معاملات کو پوشیدہ رکھیں اور بیماری کی کسی کو اطلاع نہ دیں، آپ نے ایسا ہی کیا۔ اور خود علی علیہ السلام نے ان کی علاج کی اور اسماء بنت عمیس نے بھی خفیہ طور پرجیسا کہ فاطمہ (س) نے وصیت کی تھی اس کام میں ان کی مدد کی۔ چنانچہ جب وہ اپنی موت کے وقریب پہنچے تو اس نے امیر المومنین (علیہ السلام) کو وصیت کی کہ وہ ذاتی طور پر اس کا کام سنبھال لیں، رات کو دفن کریں، اور قبر کو پوشیدہ کر دیں (اس طرح زمین کو برابر کر دیں کہ قبر معلوم نہ ہو)۔ چنانچہ امیر المومنین (علیہ السلام) نے خود اس کام کو انجام دیا اور جناب زہراکو دفن کیا اور ان کی قبر کو پوشیدہ رکھا ۔ جب آپ نے قبر خاک دالنے لگے تو آپ کے دل میں غم و اندوہ کی لہر دوڑ گئی تو آپ کے گال پر آنسوؤں کا سیلاب آ گیا اور زہراکے قبر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

"یا رسول اللہ میری طرف سے آپ پر سلام ہو۔ اور سلام ہو آپ پر آپ کی بیٹی کی طرف سے، آپ نے جس نور کو دیکھا، آپ کا زایر، اور وہ جو زمین کے بیچ میں آپ کی قبر میں سو رہا ہے۔اور وہ جس کو خدا نے جلد ہی آپ سے ملایا ہے۔

یا رسول اللہ، آپ کی برگزیدہ بیٹی سے جدائی سے میرا صبر ٹوٹ گیا ہے۔ اور میری قوت و طاقت عورتوں کے سردار کی جدائی میں کمزور ہو گئی ہے، سوائےآپ سنت کے غم میں اور اپ کے جدائی سے مجھ پر جو دکھ ہوا ہے صبر اور تحمل کی گنجائش باقی ہے ۔ درحقیقت، میں نے آپ کو آپ کی قبر میں اس وقت رکھا جب روح القدس میرے سینے پر بہتا تھا (جب آپ کو زندہ کیا گیا تو آپ کا سر میرے سینے سے لگا ہوا تھا) اور میں نے آپ کو اپنے ہاتھ سے زمین کے نیچے چھپا دیا، اور میں نے ذاتی طور پر آپ کے معاملات کی ذمہ داری سنبھالی۔ ہاں، کتاب میں خدا ایک آیت ہے جو ہمیں کھلے بازوؤں سے مصیبت کو قبول کرنے پر مجبور کرتی ہے: ’’ہم سب اللہ کے ہیں اور ہم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔‘‘ البقرۃ: 156۔

سچی بات یہ ہے کہامانت واپس لے لیا گیا، اور یرغمال بنالیا گیا، اور زہرا کومجھ سے بہت جلد چھین لی گئی۔ اے خدا کے رسول، اب میری آنکھوں میں آسمان اور زمین کتنے نیلے اور بدصورت لگ رہے ہیں! لیکن میری اداسی مستقل ہو گئی ہے، اور میری رات بیداری میں گزر رہی ہے، اداسی میرے دل سے کبھی نہیں نکلے گی جب تک کہ خدا میرے لئے وہی گھر منتخب نہ کرے جہاں اپ آباد ہو۔ مجھے ایک دکھ ہے۔ یہ بہت دل دہلا دینے والا ہے، اور مجھے ایک دلچسپ اداسی ہے، کتنی جلدی ہم الگ ہو گئے، میں خدا کی تعریف کرتا ہوں۔

اور عنقریب آپ کی بیٹی آپ کو میرے خلاف آپ کی قوم کی سازش اور اس کے حقوق غصب کرنے کی خبر دے گی، لہٰذا اس سے حالات کے بارے میں پوچھیں، کیونکہ اس کے سینے میں بہت جلتے ہوئے دکھ تھے اور اسے پھیلانے کا کوئی راستہ نہیں ملتا تھا۔ اور وہ جلد ہی آپ کو بتائے گی۔ اور یقیناً اللہ فیصلہ کرتا ہے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

اے خدا کے رسول میں آپ کو سلام بھیجتا ہوں، ایسا الوداعی سلام جو نہ غصے کا ہو اور نہ ہی غمگین، پس اگر میں واپس آؤں تو ملامت اور غم سے ہو گا، اور اگر ٹھہروں گا تو اس وعدے کے شک سے باہر ہو گا۔ خدا راہنماؤں کو صبر نہ دے اور یقیناً صبر زیادہ بابرکت اور حسین ہے۔ اور اگر ہم پر غالب آنے والے فاتحین کا خوف نہ ہوتا (کہ وہ مجھ پر الزام لگائیں گے یا فاطمہ کی قبر کھودیں گے) تو میں آپ کی قبر کے پاس رہنا اپنے لیے ضروری بنا دیتا اور میں اس کے پاس ہی اعتکاف کرتا۔ اور اس عظیم آفت پر میں ایک ماں کی طرح رو رہا ہوں جس نے ایک بچہ کھو دیا ہے۔ خدا کی بارگاہ میں آپ کی بیٹی کو خفیہ طور پر خاک کے سپرد کر دیا گیا ہے اور اس کا حق زبردستی چھین لیا گیا ہے اور اسے کھلم کھلا وراثت سے محروم کر دیا گیا ہے۔ تو اے خدا کے رسول میں خدا کی حمد کرتا ہوں۔ اور بہترین صبر آپ کے ماتم پر صبر ہے، اور آپ پر اور ان (فاطمہ) پر خدا کی رحمتیں، رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

مفید، محمد بن محمد، الأمالی (للمفید) / ص: 320، ترجمه استاد ولی - مشهد، چاپ: اول، 1364ش.

مذکورہ بالا روایت کا ہر ایک حصہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے مصائب کی تلخ حقیقت کو بیان کرتا ہے۔ اس کی چند صورتیں ذکر کی جاتی ہیں:

پہلا نکتہ: صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کی وصیت، معاملے کو چھپانے، قبر کی پردہ پوشی، اور خفیہ تدفین کے بارے میں یہ ظاہر کرتی ہے کہ ان کا حاکم حکومت سے شدید اختلاف تھا، اس لیے وہ اس کے مستحق نہیں ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکلوتی بیٹی کے لیے نماز پڑھیں۔

ان وصیت نے سقیفہ کی پروپیگنڈہ مشین کو جھوٹی خبریں اور جھوٹ پھیلانے سے قاصر کر دیا کہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا ان سے مطمئن تھیں اور ان میں کوئی خاص فرق نہیں تھا۔

دوسرا نکتہ: حضرت علی علیہ السلام پر حضرت زہرا کی حالت زار کی شدت اس قدر شدید تھی کہ غم کی دنیا آپ کے مبارک قلب پر حملہ آور ہوئی اور اپنی زوجہ محترمہ کو الوداع کہتے وقت آپ کی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ مصیبت کی شدت سے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ مانگی۔

تیسرا نکتہ: اس روایت میں حضرت علی علیہ السلام نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے اختلاس کے بارے میں بات کی ہے۔

فصیح عرب لفظ " اختلاس " استعمال کرتا ہے جب:

1. و الخَلْسُ: السَّلْبُ و الأَخْذُ فی نُهْزَةٍ و مُخَاتَلَة

محروم کرنا اور موقع لینا اور چالبازی کے ساتھ ہونا چاہیے۔

مرتضی زبیدی، محمد بن محمد، تاج العروس، ج8 ؛ ص261، بیروت، چاپ: اول، 1414 ہ.ق.

2. الخَلْسُ و الاخْتِلَاسُ: أخذ الشیء مکابرة، تقول: اخْتَلَسْتُهُ اخْتِلَاساً و اجتذابا

زبردستی کچھ لینا جب وہ کہتے ہیں کہ میں نے کوئی چیز اختلاس کی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ میں نے اسے زبردستی لیا اور پھاڑ دیا!

فراهیدی، خلیل بن احمد، کتاب العین، ج4 ؛ ص197، قم، چاپ: دوم، 1409 ہ.ق.

فیه «أنه نهی عن الْخَلِیسَةِ» و هی ما یستخلص من السّبع فیموت قبل أن یذکّی، من خَلَسْتُ الشیء و اخْتَلَسْتُهُ إذا سلبته، و هی فعیلة بمعنی مفعولة.

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیسہ اور خلیسہ کھانے سے منع فرمایا ہے اس کے لیے بھیڑیوں جیسے شکاری جانوروں کے ہاتھ سے بچنا ہے اور اس کی وجہ سے مذہبی ذبح سے پہلےمرجاتا ہے۔ خلیسہ خلس کی ریشہ سے ہے، اگر کوئی چیز نکالی تو چھین لی! اس فعلیہ کا مطلب مفعولہ ہے۔

ابن اثیر، مبارک بن محمد، النهایة فی غریب الحدیث و الأثر، ج2 ؛ ص61، قم، چاپ: چهارم، 1367 ہ.ش.

«وَ اخْتُلِسَتِ الزَّهْرَاء » اس کا مطلب ہے: بھیڑیوں نے چالاکی اور طاقت سے زہرا سلام اللہ علیہا کے جسم مبارک کو اتنا نقصان پہنچایا کہ ان کی زندگی کا کوئی امکان اور امید باقی نہ رہی۔

چوتھا نکتہ: مذکورہ روایت کے مطابق مدینہ منورہ میں موجود صحابہ کی اکثریت نے ایک دوسرے کے ساتھ اتحاد کیا اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے حقوق کو ہضم کرنے کی کوشش کی! ہضم کا مطلب ہے کسی کو اس کے لائق مقام سے توڑنا اور نیچے کرنا۔

4/3۔ المزار کی رسومات کے بارے میں شیخ مفید کا نقطہ نظر

شیخ مفید کی سب سے اہم داستانی کتاب مناسک المزار ہے۔ شیخ مفید نے یہ کتاب اس مقصد سے لکھی ہے کہ ائمہ معصومین علیہم السلام کی دعاؤں اور زیارتوں کا خلاصہ جمع کیا جائے تاکہ ان کے پیروکاروں کو ایک مربوط اور منظم مجموعہ کا سامنا ہو اور وہ اسے عملی طور پر آسانی سے استعمال کر سکیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب میں موجود تمام دعائیں ایک صحیح اور قابل قبول دلیل ہیں اور سب سے بڑھ کر شیخ

کے فتوی کی وجہ مفید ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا وہ اسے اپنے پیروکاروں کے لیے تجویز نہ کرتے ۔

اس قیمتی کتاب کے زیارت خطوط کے ایک پیراگراف میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ صدیق طاہرہ شہیدہ تھیں۔

«أَيَّتُهَا الْبَتُولُ الشَّهِيدَةُ الطَّاهِرَةُ لَعَنَ اللَّهُ مَانِعَکِ إِرْثَک»

اے بتول طاہرہ شہیدہ، خدا کی لعنت ہو اس پر جس نے تجھے میراث سے روکا!

نام کتاب: کتاب المزار- مناسک المزار(للمفید)؛ نویسنده: مفید، محمد بن محمد (تاریخ وفات مؤلف: 413 ق)، محقق / مصحح: ابطحی، محمد باقر، ناشر: کنگره جهانی هزاره شیخ مفید- رحمة الله علیه، قم: 1413 ق، ص179

4/4۔ شیخ مفید کا قول " الاختصاص " میں

شیخ مفید سے منسوب سب سے اہم تاریخی کتابوں میں سے ایک الاختصاص ہے۔ اس کتاب کی خصوصیت ائمہ معصومین علیہم السلام سے متعلق واقعات اور تاریخی حقائق کا علمی مجموعہ ہے۔ اس کتاب میں شیخ مفید نے اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں کے مصائب اور حملوں کا بھی ذکر کیا ہے:

«فَدَعَا بِكِتَابٍ فَكَتَبَهُ لَهَا بِرَدِّ فَدَک... فَخَرَجَتْ وَ الْكِتَابُ مَعَهَا فَلَقِيَهَا عُمَرُ فَقَالَ يَا بِنْتَ مُحَمَّدٍ مَا هَذَا الْكِتَابُ الَّذِی مَعَکِ فَقَالَتْ كِتَابٌ كَتَبَ لِی أَبُو بَكْرٍ بِرَدِّ فَدَک فَقَالَ هَلُمِّيهِ إِلَيَّ فَأَبَتْ أَنْ تَدْفَعَهُ إِلَيْهِ فَرَفَسَهَا بِرِجْلِهِ وَ كَانَتْ حَامِلَةً بِابْنٍ اسْمُهُ الْمُحَسِّنُ فَأَسْقَطَتِ الْمُحَسِّنَ مِنْ بَطْنِهَا ثُمَّ لَطَمَهَا فَكَأَنِّی أَنْظُرُ إِلَى قُرْطٍ فِی أُذُنِهَا حِينَ نُقِفَتْ ثُمَّ أَخَذَ الْكِتَابَ فَخَرَقَهُ فَمَضَتْ وَ مَكَثَتْ خَمْسَةً وَ سَبْعِينَ يَوْماً مَرِيضَةً مِمَّا ضَرَبَهَا عُمَرُ ثُمَّ قُبِضَتْ»

ابوبکر نے فدک کے رد میں حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے لیے خط لکھا، زہرا سلام اللہ علیہا خط کو لے ہوئے باہر آئیں۔ راستے میں عمرملا ۔ اس نے کہا: محمد کی بیٹی! یہ آپ کے ہاتھ میں کیا تحریر ہے؟ انہو نے کہا: یہ وہ تحریر ہے جو ابوبکر نے فدک کےرد میں میرے لیے لکھی تھی۔ عمر نے کہا: مجھے دے دو۔ زہرا سلام اللہ علیہا نے اسے تحریر دینے سے انکار کر دیا۔ عمر نے زہرا (علیہ السلام) کو لات مارا جب کے محسن نامی بیٹا حمل میں تھا۔ اس ضرب کے نتیجے میں زہرا (علیہ السلام) کو اسقاط حمل ہوا۔ پھر عمر نے اسے تھپڑ مارا۔ ایسا لگتا ہے جیسے میں اب اس کے کان کی گوشوارہ کو دیکھ رہا ہوں، جو تھپڑکی وجہ سے ٹوٹ گیا۔ پھر وہ تحریر لے کر پھاڑ ڈالا۔ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا گھر تشریف لے گئیں اور عمر کی ضربت کے نتیجے میں پچھتر دن تک بیمار رہیں یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

مفید، محمد بن محمد، الإختصاص، ص185، 1جلد، دار المفيد - قم (ایران)، چاپ: 1، 1413 ه.ق.

جیسا کہ مندرجہ بالا رپورٹ کے سند کی بنیاد پر واضح ہے کہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کو دشمنوں کے متعدد حملوں کا نشانہ بنایا گیا ہے اور انہیں شدید جسمانی چوٹیں پہنچائی گئی ہیں جس سے ہر آزاد انسان کے دل کو تکلیف پہنچتی ہے۔ ضربت اتنا شدید تھا کہ اسقاط حمل کا باعث بنا۔ سوگوار خاتون کو حملہ آوروں نے شدید زدوکوب کیا۔

4. حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی شہادت کے بارے میں شیخ مفید کے اجتہاد کی بنیاد پر عمل کرنا

شیخ مفید کے طریقہ کار کو جان کر حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی شہادت اور ان سے متعلق واقعات کے بارے میں اب ہم ان کے اجتہاد کا تجزیہ کریں گے۔ وضاحت یہ ہے کہ متعدد شواہد کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ شیخ مفید صدیقہ طاہرہ کی شہادت پر قطعی عقیدہ رکھتے تھے۔ اس زمرے کو ثابت کرنے کے لیے ہم ان میں سے چند شواہد کا ذکر کرتے ہیں:

4/1۔ امامیہ کے ذریعے روایت استفاضه:

جیسا کہ اس مضمون کے شروع میں ذکر کیا گیا ہے، روایت کا صحیح ہونا اس کی صداقت کے اہم ترین ثبوتوں میں سے ایک ہے۔ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی شہادت کے بارے میں شیخ مفید کے شاگرد شیخ طوسی اپنی کتاب تلخیص الشافی میں لکھتے ہیں:

«وروایه الشیعه مستفیضه به، لا یختلفون فی ذلک»

شیعہ روایت کو بھی اسی تناظر میں قبول کیا جاتا ہے اور کسی شیعہ نے اس میں اختلاف نہیں کیا۔

الطوسی، أبو جعفر محمد بن الحسن (المتوفى 460 ق)، تلخيص الشافی، ج3 ص156، لملاحظات: مقدمه و تحقيق از حسين بحر العلوم، دار النشر: انتشارات المحبين - قم، الطبعة: اول، سنة الطبع: 1382ش.

اس بنا پر شیخ مفید کی بنیاد کے مطابق حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی شہادت سے متعلق جو روایتیں ہیں وہ صدورکے لحاظ سے قطعی اور اصولی ہیں۔

4/2۔ علامہ مجلسی کی نظر میں شہادت کے اوپر متعدد دلیلیں

روایت کے صدور کو ثابت کرنے والا ایک اہم ترین عقلی ثبوت اس کے طریقوں کی تعدد ہے۔ تواتر یقیناً ہر مجتہد اور فقیہ کے لیے مفید ہے۔ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی شہادت سے متعلق روایات کے استفہام کو ثابت کرنے کے علاوہ علامہ محمد تقی مجلسی نے اس معاملے میں تعدد کے وجود کا دعویٰ کیا ہے:

اور جہاں تک شیعوں میں "شہیدہ" کا تعلق ہے تو یہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے بصورت تواتر وارد ہوا ہے۔ عمر نےقنفذ کی مدد سے اپ کے پیٹ پر مارا۔ اور وہ بچہ جسے حضرت المرسلین رحمتہ اللہ علیہ نے محسن کہا تھا، اسقاط حمل ہو گیا اور وہ زہرا بیمار ہو گیی۔

لوامع صاحبقرانی (شرح الفقیه) (فارسی) - محمد تقی المجلسی (الأول) - ج 8 ص 507

نیز ان کے بیٹے علامہ محمد باقر مجلسی، صاحب بہار الانوار کہتے ہیں:

«ثم إن هذا الخبر يدل على أن فاطمة صلوات الله عليها كانت شهيدة و هو من المتواترات»

یہ خبر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا شہید ہو چکی ہیں اور یہ بات متواترہ

میں سے ہیں۔

مرآة العقول فی شرح أخبار آل الرسول، نویسنده: مجلسى، محمد باقر بن محمد تقى، محقق / مصحح: رسولى محلاتى، سيد هاشم، ج 5، ص 318، ح 2

روایات کے صدور کی تصدیق میں شیخ مفید کی بنیاد کے مطابق - جو اس مضمون کے شروع میں بیان کیا گیا ہے - اگر ایک صورت میں متواتر روایتیں ہوں، ایک فقیہ کے لیے اس کے مواد پر ایمان لانے کے لیے دلیل اور حجت مکمل ہے اور وہ اس کی بنیاد پر فتویٰ دے سکتا ہے اور اس پر ایمان لا سکتا ہے۔ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی شہادت کا مسئلہ اہل بیت علیہم السلام سے متواتر روایات کے موجود ہونے کی وجہ سے ان واقعات میں سے ایک ہے کہ شیخ مفید کے اجتہاد طریقہ میں حادثے کے بارے میں یقین کرنا مفید ہے۔ 24

4/2۔ یہ روایت اہل سنت میں بھی مشہور ہے۔

روایت کو معتبر بنانے میں سب سے واضح مسئلہ یہ ہے کہ یہ روایت اس قدر مشہور ہے کہ دوستوں، مخالفین اور دشمنوں نے بھی روایت کی ہے۔ اس بنا پر اگر واقعہ - وہ بھی انتہائی سیاسی اہمیت کا حامل - شیعوں کے حق میں ہے اور ان کی فکری بنیادوں اورقطعیات تاریخی سے مطابقت رکھتا ہے تو اگر اسے اہل سنت کی کتابوں میں نقل کیا جائے تو اس کو ثابت کرنے کیلیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اقتباس اس واقعہ کی عظیم شہرت کو ظاہر کرتا ہے، جسے سنسرشپ اور شدید تصادم کے باوجود دوسرا فریق بھی جھٹلا نہیں سکتا ۔ صدیقہ طاہرہ کے گھر کو آگ لگانے کی دھمکی کی کہانی اور خلیفہ اول سے ان کے شدید اختلافات بھی اہلسنت کے نزدیک مشہور ہیں۔ شیخ مفید کے شاگرد شیخ طوسی اس بارے میں لکھتے ہیں:

ومما أنكر عليه: ضربهم لفاطمه عليها السلام وقد روى: أنهم ضربوها بالسياط والمشهور الذى لا خلاف فيه بين الشيعه: أن عمر ضرب على بطنها حتى أسقطت فسمى السقط محسنا. والروايه بذلک مشهوره عندهم. وما أرادوا من إحراق البيت عليها حين التجأ إليها قوم وامتنعوا من بيعته. وليس لأحد أن ينكر الروايه بذلک، لأنا قد بينا الروايه الوارده من جهه العامه من طريق البلاذرى وغيره

ابوبکر کے اس عمل سے جنہیں وہ ناجائز سمجھتے تھے۔ انہوں نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کو مارا۔ روایت ہے کہ: انہوں نے فاطمہ کو کوڑے سے مارا۔

اور ایک مشہور روایت میں، جس سے شیعہ اختلاف نہیں کرتے، یہ بیان کیا گیا ہے کہ: عمر نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پیٹ پر مارا، جس کے نتیجے میں ان کا جنین ساقط ہوگیا۔ اور اس جنین کا نام محسن رکھا گیا تھا۔ اس واقعہ کی روایت شیعوں میں مشہور ہے۔ اور ابوبکر کا ایک عمل جسے وہ ناجائز سمجھتے تھے وہ یہ ہے کہ: جب ایک گروہ نے فاطمہ کے گھر میں پناہ لی اور بیعت کرنے سے انکار کیا تو انہوں نے فاطمہ کے گھر کو آگ لگانے کا منصوبہ بنایا۔ اس واقعہ کی روایات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ہم نے اس کی احادیث کوبلاذری وغیرہ سے روایت کی ہیں۔

الطوسى، أبو جعفر محمد بن الحسن (المتوفى 460 ق)، تلخيص الشافى، ج3 ص156، لملاحظات: مقدمه و

تحقیق از حسین بحر العلوم، دار النشر: انتشارات المحبین - قم، الطبعة: اول، سنة الطبع: 1382ش.

نیز «مرحوم بیاضی نباطی» متوفای 877 هجری در کتاب «الصراط المستقیم» جلد سوم صفحه 12 می‌نویسد:

«و اشتهر فی الشیعة أنه حصر فاطمة فی الباب حتی أسقطت محسنا»

شیعوں میں مشہور ہے کہ کچھ لوگوں نے حضرت فاطمہ زہرا کے گھر میں حملہ کرکے بے حرمتی کی اور حضرت محسن کو شہید کر دیا ۔

الصراط المستقيم إلى مستحقی التقديم، نویسنده: عاملی نباطی، علی من محمد بن علی بن محمد بن یونس، محقق / مصحح: رمضان، میخائیل، ج 3، ص 12، باب و منها ما رواه البلاذری و اشتهر فی الشیعة أنه حصر فاطمة فی الباب

شیخ مفید کے اجتہاد کی بنیاد کو مدنظر رکھتے ہوئے - جس کا اس مضمون میں پہلے ذکر کیا گیا ہے - ان کے خیال میں جلانے کی دھمکیوں کا مسئلہ ایک قطعی اور جزمی معاملہ تھا۔ اس طرح سےکہ دشمن بھی اس کا اعتراف اور اظہار کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

4/3۔ مشہور کتابوں اور اصول روایت میں مضمون حدیث کا اخراج اور حوالہ

ایک اہم ترین ثبوت جو روایت کے اجراء کو یقینی بنا سکتا ہے۔ تخریج ایک حدیث ہے یا مشہور روایت کی کتابوں اور اصولوں میں ایک عام موضوع ہے۔ تحقیق کے بعد حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی شہادت کا ذکر بہت سی روایتی کتابوں بالخصوص کتب اربعہ اور شیعہ حدیث کے مستند اصولوں میں آیا ہے، مثال کے طور پر درج ذیل کو ذکر کیا جا سکتا ہے:

4/3/1۔ سالم بن قیس ہلالی کی کتاب

سلیم بن قیس ہلالی کی کتاب سب سے قدیم اور مشہور شیعہ روایت کی کتابوں میں سے ایک ہے۔ کلینی مرحوم نے کافی میں کئی جگہوں پر سلیم بن قیس ہلالی سے روایت نقل کی ہے۔ اس کتاب میں سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے گھر پر حملہ اور صدیقہ طاہرہ کا پسلیاں ٹوٹنے اور اسقاط حمل وغیرہ کی واقعہ واضح طور پر پیش کی گئی ہے۔

«وَ قَدْ كَانَ قُنْفُذٌ لَعَنَهُ اللَّهُ ضَرَبَ فَاطِمَةَ علیها السلام بِالسَّوْطِ حِينَ حَالَتْ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ زَوْجِهَا وَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ عُمَرُ إِنْ حَالَتْ بَيْنَکَ وَ بَيْنَهُ فَاطِمَةُ فَاضْرِبْهَا فَأَلْجَأَهَا قُنْفُذٌ لَعَنَهُ اللَّهُ إِلَى عِضَادَةِ بَابِ بَيْتِهَا وَ دَفَعَهَا فَكَسَرَ ضِلْعَهَا مِنْ جَنْبِهَا فَأَلْقَتْ جَنِيناً مِنْ بَطْنِهَا فَلَمْ تَزَلْ صَاحِبَةَ فِرَاشٍ حَتَّى مَاتَتْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهَا مِنْ ذَلِکَ شَهِيدَة»

قنفذ - خدا اس پر لعنت کرے - فاطمہ سلام اللہ علیہا کو کوڑے مارے جب اس نے اپنے آپ کو اس کے اور اپنے شوہر کے درمیان رکھا۔ اور عمر نے پیغام بھیجا کہ اگر فاطمہ تمہارے اور علی کے درمیان آجائے تو اسے مارو۔ قنفذ اسے گھسیٹ کر گھر کے دروازے کی چوکھٹ کی طرف لے گیا اور دروازے کو دھکیل دیا جسکی وجہ سےاس

کے پہلو کی ایک ہڈی ٹوٹ گئی اور جنین سقط حمل ہو گیا اوراسی زخم کی بنا پر شہید ہونے تک بستر پر ہی لیٹی رہی۔

ھلالی، سلیم بن قیس، کتاب سلیم بن قیس الهلالی، ج2 ؛ ص588، ایران ؛ قم، چاپ: اول، 1405ق.

4/3/2. علی بن جعفر کے مسائل کی کتاب:

علی بن جعفر کے مسائل کی حدیث کی کتاب چار سو شیعوں کے اہم ترین اصولوں میں سے ایک ہے۔ علی بن جعفر امام صادق علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ انہوں نے اپنے آباء سے بہت سی روایات نقل کی ہیں۔ اس روایت کی کتاب میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ایک صدیقہ اور شہیدہ تھیں۔

«811- مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنِ الْعَمْرَكِيِّ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَخِيهِ أَبِي الْحَسَنِ ع قَالَ: إِنَّ فَاطِمَةَ ع صِدِّيقَةٌ شَهِيدَةٌ »

عریضی، علی بن جعفر، مسائل علیّ بن جعفر و مستدرکاتها، ص325، قم، چاپ: اول، 1409 ق.

4/3/3. کتاب اصول کافی تالیف کلینی:

بلاشبہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ کتاب اصول کافی شیعوں کی سب سے قیمتی کتاب ہے۔ مرحوم کلینی نے بڑی محنت اور بڑی دقت نظر کے ساتھ اپنی اس عظیم کتاب کو شیعہ روایت کی مشہور کتابوں اور اصولوں سے اس دور میں مرتب کیا جس زمانےمیں معصومین علیہم السلام کاحضور قریب تھے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ شیعہ فقہاء اور علماء کے درمیان اس کتاب میں روایت کا ذکر کرنا اس کے اجراء میں اعتماد کی اہم ترین نشانیوں میں سے ہے۔ اس کام میں مرحوم کلینی نے ان روایات کا تذکرہ کیا ہے جن میں حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی صدیقہ اور شہدہ ہونے کا واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے درج ذیل باتیں شامل کی ہیں:

« مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنِ الْعَمْرَكِيِّ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَخِيهِ أَبِي الْحَسَنِ ع قَالَ: إِنَّ فَاطِمَةَ ع صِدِّيقَةٌ شَهِيدَةٌ »

کلینی، محمد بن یعقوب، الکافی (ط - الإسلامیة)، ج1 ؛ ص458، تهران، چاپ: چهارم، 1407 ق.

مذکورہ بالا روایت کے علاوہ مرحوم کلینی امام حسین علیہ السلام کی ایک اور روایت میں فرماتے ہیں:

أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ رَحِمَهُ اللَّهُ رَفَعَهُ وَ أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّازِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهُرْمُزَانِيُّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ ع قَالَ: لَمَّا قُبِضَتْ فَاطِمَةُ ع دَفَنَهَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ سِرّاً وَ عَفَا عَلَى مَوْضِعِ قَبْرِهَا ثُمَّ قَامَ فَحَوَّلَ وَجْهَهُ إِلَى قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ ص فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَنِّي وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ عَنِ ابْنَتِكَ وَ زَائِرَتِكَ وَ الْبَائِتَةِ فِي الثَّرَى بِبُقْعَتِكَ وَ الْمُخْتَارِ اللَّهُ لَهَا سُرْعَةَ اللَّحَاقِ بِكَ قَلَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَنْ صَفِيَّتِكَ صَبْرِي وَ عَفَا عَنْ سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ تَجَلُّدِي إِلَّا أَنَّ لِي فِي التَّأَسِّي بِسُنَّتِكَ فِي

فُرْقَتِکَ مَوْضِعَ تَعَزٍّ فَلَقَدْ وَسَّدْتُکَ فِی مَلْحُودَةِ قَبْرِکَ وَ فَاضَتْ نَفْسُکَ بَیْنَ نَحْرِی وَ صَدْرِی بَلَی وَ فِی کِتَابِ اللَّهِ لِی أَنْعَمُ الْقَبُولِ- إِنَّا لِلَّهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ راجِعُونَ قَدِ اسْتُرْجِعَتِ الْوَدِيعَةُ وَ أُخِذَتِ الرَّهِينَةُ وَ أُخْلِسَتِ الزَّهْرَاءُ فَمَا أَقْبَحَ الْخَضْرَاءَ وَ الْغَبْرَاءَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَّا حُزْنِی فَسَرْمَدٌ وَ أَمَّا لَيْلِی فَمُسَهَّدٌ وَ هَمٌّ لَا يَبْرَحُ مِنْ قَلْبِی أَوْ يَخْتَارَ اللَّهُ لِی دَارَکَ الَّتِی أَنْتَ فِيهَا مُقِيمٌ كَمَدٌ مُقَيِّحٌ وَ هَمٌّ مُهَيِّجٌ سَرْعَانَ مَا فَرَّقَ بَيْنَنَا وَ إِلَى اللَّهِ أَشْكُو وَ سَتُنْبِئُکَ ابْنَتُکَ بِتَظَافُرِ أُمَّتِکَ عَلَى هَضْمِهَا فَأَحْفِهَا السُّؤَالَ وَ اسْتَخْبِرْهَا الْحَالَ فَكَمْ مِنْ غَلِيلٍ مُعْتَلِجٍ بِصَدْرِهَا لَمْ تَجِدْ إِلَى بَثِّهِ سَبِيلًا وَ سَتَقُولُ وَ يَحْكُمُ اللَّهُ وَ هُوَ خَيْرُ الْحاكِمِينَ* سَلَامَ مُوَدِّعٍ لَا قَالٍ وَ لَا سَئِمٍ فَإِنْ أَنْصَرِفْ فَلَا عَنْ مَلَالَةٍ وَ إِنْ أُقِمْ فَلَا عَنْ سُوءِ ظَنٍّ بِمَا وَعَدَ اللَّهُ الصَّابِرِينَ وَاهَ وَاهاً وَ الصَّبْرُ أَيْمَنُ وَ أَجْمَلُ وَ لَوْ لَا غَلَبَةُ الْمُسْتَوْلِينَ لَجَعَلْتُ الْمُقَامَ وَ اللَّبْثَ لِزَاماً مَعْكُوفاً وَ لَأَعْوَلْتُ إِعْوَالَ الثَّكْلَى عَلَى جَلِيلِ الرَّزِيَّةِ فَبِعَيْنِ اللَّهِ تُدْفَنُ ابْنَتُکَ سِرّاً وَ تُهْضَمُ حَقَّهَا وَ تُمْنَعُ إِرْثَهَا وَ لَمْ يَتَبَاعَدِ الْعَهْدُ وَ لَمْ يَخْلَقْ مِنْکَ الذِّكْرُ وَ إِلَى اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ الْمُشْتَكَى وَ فِيکَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحْسَنُ الْعَزَاءِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْکَ وَ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَ الرِّضْوَانُ.

كلينى، محمد بن يعقوب، الكافی (ط - الإسلامية)، ج1 ؛ ص458، تهران، چاپ: چهارم، 1407 ق.

حسین بن علی علیہ السلام نے کہا: جب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا انتقال ہوا تو امیر المومنین علیہ السلام نے انہیں خفیہ طور پردفن کر دیا اور قبر کی نشانی مٹادی ۔ پھر وہ اٹھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: سلام ہو آپ پر میری طرف سے اور آپ کی بیٹی کی طرف سے اور آپ کے مہمانوں کی طرف سے اور وہ جو زمین پر گیا اور مجھ سے جدا ہوا اور آپ کی قبر پر آیا اور خدا نے اسے آپ کے پاس جلد آنے کے لیے چن لیا ہے۔ . یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تیرے محبوب کی جدائی سے ہمارا صبر کم ہو گیا ہے اور ہم دنیا کی عورتوں کے ہاتھوں تباہ ہو گئے ہیں، سوائے اس کے کہ تیری اس روایت پر عمل کرنے میں سکون کی گنجائش باقی ہے جو میں نے تیری جدائی میں کی تھی۔ کیونکہ میں نے آپ کا سر آپ کی قبر میں رکھا تھا اور آپ کی روح میرے حلق اور سینے کے درمیان سے نکلی تھی (یعنی جب اپ کا جان قبض ہورہا تھا اس وقت آپ کا سر میرے سینے سے چپکا ہوا تھا) ہاں کتاب خدا میں بہترین قبولیت (اور اس آفت پر صبر میرے لیے ہے)، إِنَّا لِلَّهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ راجِعُونَ، بے شک امانت واپس لے لی گئی اور یرغمال بنا لی گئی اور زہرا کو میرے ہاتھ سے اغوا کر لیا گیا۔

اے خدا کے رسول یہ نیلا آسمان اور اندھیری زمین مجھے کتنی بدصورت لگتی ہے۔ میری اداسی ابدی رہے اور میری رات بے خوابی میں گزرے، اور میرا غم ہمیشہ میرے دل میں رہے، تاکہ خدا میرے لیے وہ گھر چن لے جہاں تم قیام پذیر ہو۔

(میں مرنا چاہتا ہوں اور آپ کے ساتھ شامل ہونا چاہتا ہوں) مجھے ایک اداسی ہے جس سے میرا دل خون کر رہا ہے اور مجھے ایک دلچسپ اداسی ہے کہ کتنی جلدی ہمارے درمیان جدائی ہو گئی، میں صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں۔

جلد ہی، آپ کی بیٹی آپ کو آپ کی قوم کے ہاضمے میں ملوث ہونے اور شدید اذیتوں اور اپنے حقوق کی پامالی کے بارے میں اطلاع دے گی۔ اس سے اپنی پوری کہانی کے بارے میں پوچھیں اور اس سے رپورٹ طلب کریں کیونکہ شاید اس کے دل کا درد تھا جو اس کے سینے میں آگ کی طرح جل رہا تھا اور اسے دنیا میں بتانے یا سمجھانے کا

کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا۔ لیکن اب وہ کہتا ہے اور خدا فیصلہ کرتا ہے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

سلام ہو آپ پر جو نہ غضبناک ہو اور نہ غمگین، کیونکہ اگر میں یہاں سے واپس آیا تو یہ میرے غم کی وجہ سے نہیں ہو گا اور اگر میں رہوں گا تو اس میں شک نہیں ہو گا جس کا خدا نے صبر کے ذریعہ وعدہ کیا ہے۔ .

پھربھی صبر زیادہ بابرکت اور مشہور ہے۔ اگر دبنگ دشمنوں کی موجودگی نہ ہوتی (جو مجھ پر الزام لگاتے ہیں یا ڈھونڈتے ہیں کہ فاطمہ کی قبرکہاہے تاکہ نبش قبر کرے) تو میں یہاں اپنا قیام کرتا اور میں مردہ بچے والی عورت کی طرح اس عظیم آفت کا انتظار کر تھا۔ خدا کی نظر میں آپ کی بیٹی کو خفیہ طور پر خاک کے سپرد کیا گیا اور اس کا حق پامال کیا گیا اور اس کو وراثت سے روکا گیا۔ اگرچہ زیادہ عرصہ نہ گزرا اور تیری یاد پرانی نہ ہوئی اے خدا کے رسول! میری شکایت صرف خدا سے ہے اور بہترین تسلی آپ کی طرف سے ہے یا رسول اللہ! (کیونکہ میں نے آپ کی وفات پر صبر کیا یا آپ نے صبر کے بارے میں جو کچھ کہا اس پر عمل کیا) آپ پر خدا کی سلامتی اور برکتیں ہوں اور فاطمہ پر سلام ہو۔

کلینی، محمد بن یعقوب، أصول الكافی، ج2، ص: 358 ، ترجمه مصطفوی - تهران، چاپ: اول، 1369 ش.

مذکور ہ مستند کے مطابق یہ صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کے دشمنوں اور حملہ آوروں کے "ہضم" کے بارے میں ہے۔

لغت کے ماہرین کا حوالہ دیتے ہو، ہضم کے مندرجہ ذیل معنی بیان کئےہیں:

هضم الهاء و الضاد و الميم: أَصلٌ صحيح يدلُّ على كَسرٍ و ضَغطٍ و تداخُل و هضَمت الشّىءَ هضماً: كسرتُه

ہضم ہا اور ضاد اور میم کے مادہ سے ہوتا ہے۔ در اصل اس سے مراد بہت زور سے توڑنا اور دبانا اور کسی چیز کو ملانا ہے۔ اور کسی چیز کو ہضم کرنے کا مطلب ہے اسے توڑ دینا۔

ابن فارس، أحمد بن فارس، معجم مقاييس اللغة، ج6، ص: 55، قم، چاپ: اول، 1404ق.

هضَم الشىءَ الرِّخوَ: شدَخه و كسره. و سقطت الثمرة من الشجرة فانهضمت

کسی چیز کو ہضم کرنے کا مطلب ہے "شدخ" یا خشک اور ٹھوس چیز کو توڑنا۔ جب پھل درخت کے اوپر سے گر کر ریزہ ریزہ ہو جائے تو اسے ہضم کہتے ہیں۔

زمخشرى، محمود بن عمر، أساس البلاغة، ص: 703، بيروت، چاپ: اول، 1979م.

خلیل بن احمد فراہیدی نے شدخ کی تعریف اس طرح کی ہے:

الشَّدْخُ: كسر الشیء الأجوف كالرأس و نحوه

شدخ کا مطلب ہے انسانی سر کی طرح خشک اور ٹھوس چیز کو توڑنا۔

فراهیدی، خلیل بن أحمد، کتاب العین، ج4، ص: 166، قم، چاپ: دوم، 1409ق.

مندرجہ بالا معانی میں دقت حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے مصائب کی گہرائی اور اس خاتون کے زخموں کی شدت کو ظاہر کرتی ہے۔ کیونکہ صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کو دشمنوں کے ہاتھوں ہضم کرنے کا مطلب ہڈیوں کا ٹوٹ جانا اور شدید جسمانی اور ذہنی دباؤ اور ان کا ٹوٹ جانا ہے۔

4/3/4۔ مرحوم نعمانی الغیبہ میں فرماتے ہیں:

"مرحوم نعمانی" کا انتقال 360 ہجری میں ہوا اور وہ ممتاز شیعہ علماء میں سے ہیں اور مرحوم کلینی کے عظیم شاگردوں میں سے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب "الغیبہ" میں حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو پیش آنے والے مصائب کا ذکر اور روایت کیا ہے۔

«مضت غضبى على أمة أبيها و دعاها ما فعل بها إلى الوصية بأن لا يصلى عليها أحد منهم»

ان کا انتقال اس وقت ہوا جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ناراض تھے۔ اور وصیت کی کہ ان میں سے کوئی بھی اپ کے جسد خاکی پر نماز نہ پڑھے۔

الغيبة للنعمانی، نویسنده: ابن أبی زينب، محمد بن ابراهيم، محقق / مصحح: غفاری، على اكبر، ص 48، ح 2

4/3/5۔ تفسیر عیاشی

محمد بن مسعود عیاشی (متوفی 320 قمری) امامیہ کے علماء اور مفسرین میں سے ہیں۔ ابن ندیم ان کے مقام کے بارے میں لکھتے ہیں:

أبو النضر محمد بن مسعود العياشى من أهل سمرقند، و قيل انه من بنى تميم من فقهاء الشيعة الامامية، أوحد دهره و زمانه فى غزارة العلم. و لكتبه بنواحى خراسان شأن من الشأن

ابو نصر محمد بن مسعود عیاشی سمرقند سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ قبیلہ بنی تمیم سے ہے۔ ان کا شمار امامیہ شیعہ فقہاء میں ہوتا ہے۔ وہ علم کی کثرت میں منفرد تھے۔ ان کی کتابوں کو خراسان میں بہت بلند مقام حاصل ہے۔

ابن ندیم، محمد بن اسحاق، الفهرست (ابن ندیم)، ص274، 1جلد، دار المعرفة - لبنان - بیروت، چاپ: 1.

ابی المقدم کے سند کےمطابق عیاشی اپنے تفسیر میں اپنے والد سے نقل کرتے ہیں جو کہ خود حضرت زہرا کے گھر پر حملے کے وقت موجود تھے، روایت کیاہے:

«... قال عمر: قوموا بنا إليه، فقام أبو بكر، و عمر، و عثمان و خالد بن الوليد و المغيرة بن شعبة، و أبو عبيدة بن الجراح، و سالم مولى أبى حذيفة، و قنفذ، و قمت معهم، فلما انتهينا إلى الباب- فرأتهم فاطمة ص أغلقت الباب فى وجوههم، و هى لا تشك أن لا يدخل عليها إلا بإذنها، فضرب عمر الباب برجله فكسره و كان من سعف ثم

دخلوا فأخرجوا عليا ع ملببا فخرجت فاطمة عليها السلام فقالت: يا با بكر أ تريد أن ترملني من زوجي و الله لئن لم تكف عنه لأنشرن شعري - و لأشقن جيبي و لآتين قبر أبي و لأصيحن إلى ربي، فأخذت بيد الحسن و الحسين عليهما السلام، و خرجت تريد قبر النبي صلى الله عليه و آله فقال علي عليه السلام لسلمان: أدرك ابنة محمد صلى الله عليه و آله...»

...عمر نے کہا: تم سب جمع ہو، چلو علی علیہ السلام کے پاس چلتے ہیں! ابوبکر، عمر، عثمان، خالد بن ولید، مغیرہ بن شعبہ، ابو عبیدہ جراح، سالم ابو حذیفہ کے حلیف، قنفذ اور دوسرے گھر کی طرف بڑھے۔ اور میں [ابوالقدم] بھی ان کے ساتھ تھا، جب ہم گھر پہنچے تو فاطمہ نے حملہ آوروں کو دیکھا اور گھر کا دروازہ بند کر دیا۔ انھوںے کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ لوگ اس کی اجازت کے بغیر گھر میں داخل ہو گا۔   اس وقت عمر نے دروازے کو لات مار کر دروازہ کو توڑ دیا جو کھجور کی لکڑی سے بنا تھا۔ پھر وہ زبردستی گھر میں داخل ہوئے اور حضرت علی علیہ السلام کو ہاتھ باندھ کر باہر لے گئے اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی باہر نکلی۔ اور فرمایا اے ابوبکر کیا تم میرے شوہر کو قتل کرنا چاہتے ہو؟ خدا کی قسم اگر تم نے اسے جانے نہ دیا تو میں اپنا حجاب اتار کر اپنے بابا کی قبر پر جاؤں گی اور خدا کے پاس تمہارا شکایت کروں گی۔   حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے امام حسن و حسین علیہما السلام کا ہاتھ پکڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر جانے کا ارادہ کرتے ہوئے گھر سے نکلیں۔ حضرت علی نے سلمان سے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو تلاش کرو! »

عیاشی، محمد بن مسعود، تفسیر العیّاشی، ج2، ص:66 الی 68، تهران، چاپ: اول، 1380 ق

یہ واضح ہوگیا کہ؛ مذکورہ بالا روایت صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا پر حملے اور نقصان کے بارے میں ہے۔4/3/6۔ کامل الزيارات ابن قولويه:

عظیم شیعہ عالم اور محدث ابن قولویہ (متوفی 367 قمری) زیارات اہل بیت علیہم السلام کی زیارت کے موضوع پر سب سے مشہور روایتی کتابوں میں سے ایک ہے شیعہ کی نظر میں ۔ علامہ مجلسی نے حدیث کے اس اصول پر بہت زیادہ توجہ دی ہے اور اسے بحار الانوار میں اپنے معتبر ذرائع میں سے ایک کے طور پر ذکر کیا ہے۔ وہ اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

و كتاب كامل الزيارة من الأصول المعروفة و أخذ منه الشيخ في التهذيب و غيره من المحدثين.

کتاب کامل الزیارۃ علماء حدیث میں مشہور اصولوں میں سے ایک ہے جسے شیخ طوسی نے تہذیب اور دیگر محدثین نے اس سے روایت نقل کیا ہے۔

مجلسی، محمد باقر بن محمد تقی، بحار الأنوار (ط - بيروت)، ج1 ؛ ص27، بیروت، چاپ: دوم، 1403 ق.

بہت سے فقہاء اور محدثین کی نظر میں یہ کتاب ان لوگوں کے لیے توثیق کا ذریعہ ہے جن لوگوں نے اس کتاب کو سلسلہ سند قرار دیا ہے۔ کیونکہ ابن قولویہ نے اپنی کتاب کے تعارف میں کہا ہے:

«... وإنّما دعاني إلى تصنيف كتابي هذا مسألتك وتَرْدادُك القول علي مرّة بعد أخرى تسألني ذلك ... فاشغلتُ الفكر فيه وصرفت الهمَّ إليه وسألت اللَّه- تبارك وتعالى- العون عليه حتى أخرجته وجمعته عن الأئمة- صلوات

اللّه عليهم أجمعين- من أحاديثهم ولم أخرج فيه حديثاً روی عن غيرهم إذ كان فيما رُوِّينا عنهم من حديثهم- صلوات اللّه عليهم- كفاية عن حديث غيرهم، وقد علمنا إنّا لا نحيط بجميع ما روی عنهم فی هذا المعنی ولا فی غيره، لكن ما وقع لنا من جهة الثقات من أصحابنا- رحمهم اللّه [برحمته]- ولا أخرجت فيه حديثاً روی عن الشذاذ من الرجال يؤثر [باثر] ذلک عنهم عليهم السلام المذكورين غير المعروفين بالرواية، المشهورين بالحديث والعلم وسميّته كتاب كامل الزيارات...»

... جس چیز نے مجھے یہ کتاب لکھنے پر مجبور کیا وہ آپ کی مسلسل درخواست اور اصرار تھا... اس لیے میں نے اپنے خیالات کو اس پر مرکوز کیا۔ اور میں نے اس پر سخت محنت کی اور خدا سے مدد طلب کی یہاں تک کہ میں نے اسے مکمل کر لیا اور اسے ہمارے ائمہ معصومین علیہم السلام کی روایات سے بھر دیا۔ اور اس میں ائمہ کے علاوہ کسی دوسرے کے روایت نہیں لایا۔ کیونکہ معصومین علیہم السلام کی روایتیں ہمیں دوسروں کی روایتوں سے بے نیاز کرتی ہیں۔ جب کہ ہم جانتے ہیں کہ ہم ہر اس چیز سے گھرے ہوئے نہیں ہیں جو اس کتاب اور دیگر مضامین میں معصومین علیہم السلام سے نقل ہوئی ہیں۔ تاہم، ہم اس پر بھروسہ کرتے ہیں جو ہمارے قابل اعتماد ساتھیوں سے دستیاب ہے، خدا ان پر رحمت نازل کریں۔ اور اس کتاب میں میں کوئی ایسی حدیث نہیں لایا جو چند احادیث کے ساتھ لوگوں سے روایت کی گئی ہو، اور نہ ہی معصومین کی طرف سے کوئی قول لایا ہوں۔ یعنی وہ لوگ جن کے نام تو بیان کیے گئے ہیں لیکن وہ روایت کرنے میں مشہور نہیں ہیں اور وہ حدیث اور علم کے حوالے سے مشہور نہیں ہیں۔ میں نے اس کتاب کا نام کامل الزیارات رکھا۔

ابن قولويه، جعفر بن محمد، كامل الزيارات،؛ ص3، نجف اشرف، چاپ: اول، 1356ش.

اس مقدمہ کی بنا پر ابن قولویہ نے اپنی کتاب میں شازی کی ایسی کوئی روایت ذکر نہیں کی جس پر مشہور لوگوں نے توجہ نہ دی ہو۔ اس نکتے پر غور کرتے ہوئے حدیث کے اس اہم کام کی روایات کا حوالہ دیتے ہوئے ہمیں درج ذیل روایت ملتی ہے:

حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْحِمْيَرِیُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِیِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَمَّادٍ الْبَصْرِیِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَصَمِّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: لَمَّا أُسْرِیَ بِالنَّبِیِّ ص إِلَی السَّمَاءِ قِيلَ لَهُ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَکَ وَ تَعَالَی يَخْتَبِرُکَ فِی ثَلَاثٍ لِيَنْظُرَ كَيْفَ صَبْرُکَ قَالَ أُسَلِّمُ لِأَمْرِکَ يَا رَبِّ وَ لَا قُوَّةَ لِی عَلَی الصَّبْرِ إِلَّا بِکَ فَمَا هُنَّ قِيلَ لَهُ أَوَّلُهُنَّ الْجُوعُ وَ الْأَثَرَةُ عَلَی نَفْسِکَ وَ عَلَی أَهْلِکَ لِأَهْلِ الْحَاجَةِ قَالَ قَبِلْتُ يَا رَبِّ وَ رَضِيتُ وَ سَلَّمْتُ وَ مِنْکَ التَّوْفِيقُ وَ الصَّبْرُ وَ أَمَّا الثَّانِيَةُ فَالتَّكْذِيبُ وَ الْخَوْفُ الشَّدِيدُ وَ بَذْلُکَ مُهْجَتَکَ فِی مُحَارَبَةِ أَهْلِ الْكُفْرِ بِمَالِکَ وَ نَفْسِکَ وَ الصَّبْرُ عَلَی مَا يُصِيبُکَ مِنْهُمْ مِنَ الْأَذَی وَ مِنْ أَهْلِ النِّفَاقِ وَ الْأَلَمِ فِی الْحَرْبِ وَ الْجِرَاحِ قَالَ قَبِلْتُ يَا رَبِّ وَ رَضِيتُ وَ سَلَّمْتُ وَ مِنْکَ التَّوْفِيقُ وَ الصَّبْرُ وَ أَمَّا الثَّالِثَةُ فَمَا يَلْقَی أَهْلُ بَيْتِکَ مِنْ بَعْدِکَ مِنَ الْقَتْلِ أَمَّا أَخُوکَ عَلِیٌّ فَيَلْقَی مِنْ أُمَّتِکَ الشَّتْمَ وَ التَّعْنِيفَ وَ التَّوْبِيخَ وَ الْحِرْمَانَ وَ الْجَحْدَ [وَ الْجُهْدَ] وَ الظُّلْمَ وَ آخِرُ ذَلِکَ الْقَتْلُ فَقَالَ يَا رَبِّ قَبِلْتُ وَ رَضِيتُ وَ مِنْکَ التَّوْفِيقُ وَ الصَّبْرُ وَ أَمَّا ابْنَتُکَ فَتُظْلَمُ وَ تُحْرَمُ وَ يُؤْخَذُ حَقُّهَا غَصْباً الَّذِی تَجْعَلُهُ لَهَا وَ تُضْرَبُ وَ هِیَ حَامِلٌ وَ يُدْخَلُ عَلَيْهَا وَ عَلَی حَرِيمِهَا وَ مَنْزِلِهَا بِغَيْرِ إِذْنٍ ثُمَّ يَمَسُّهَا هَوَانٌ وَ ذُلٌّ ثُمَّ لَا تَجِدُ مَانِعاً وَ تَطْرَحُ مَا فِی بَطْنِهَامِنَ الضَّرْبِ وَ تَمُوتُ مِنْ ذَلِکَ الضَّرْبِ قُلْتُ إِنَّا لِلَّهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ- قَبِلْتُ يَا رَبِّ وَ سَلَّمْتُ وَ مِنْکَ التَّوْفِيقُ وَ الصَّبْرُ [لِلصَّبْرِ] وَ يَكُونُ لَهَا مِنْ أَخِيکَ ابْنَانِ يُقْتَلُ أَحَدُهُمَا غَدْراً وَ يُسْلَبُ وَ يُطْعَنُ تَفْعَلُ بِهِ ذَلِکَ أُمَّتُکَ قُلْتُ يَا رَبِّ قَبِلْتُ وَ سَلَّمْتُ- إِنَّا لِلَّهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ راجِعُونَ وَ مِنْکَ التَّوْفِيقُ لِلصَّبْرِ وَ أَمَّا ابْنُهَا

الْآخَرُ فَتَدْعُوهُ أُمَّتُکَ لِلْجِهَادِ ثُمَّ یَقْتُلُونَهُ صَبْراً وَ یَقْتُلُونَ وُلْدَهُ وَ مَنْ مَعَهُ مِنْ أَهْلِ بَیْتِهِ ثُمَّ یَسْلُبُونَ حَرَمَهُ فَیَسْتَعِینُ بِی وَ قَدْ مَضَى الْقَضَاءُ مِنِّی فِیهِ بِالشَّهَادَةِ لَهُ وَ لِمَنْ مَعَهُ وَ یَکُونُ قَتْلُهُ حُجَّةً عَلَى مَنْ بَیْنَ قُطْرَیْهَا فَیَبْکِیهِ أَهْلُ السَّمَاوَاتِ وَ أَهْلُ الْأَرَضِینَ جَزَعاً عَلَیْهِ

ابن قولویه، جعفر بن محمد، کامل الزیارات، ص332، نجف اشرف، چاپ: اول، 1356ش.

محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری نے اپنے والد سے، وہ علی بن محمد بن سلیمان سے، وہ محمد بن خالد سے، انہوں نے عبداللہ بن حماد بصری سے، وہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن اصم سے، وہ حماد بن عثمان سے، انہوں نے حضرت ابی عبداللہ سے۔ انہوں نے کہا: جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمان پر لے جایا گیا تو آپ سے کہا گیا: اللہ تعالیٰ تین چیزوں کے ذریعے آپ کا امتحان لینا چاہتا ہے تاکہ آپ کا صبر دیکھیں۔ حضرت نے عرض کیا: پروردگار میں تیرے حکم کے تابع ہوں، میں تیری مدد کے سوا صبر کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، وہ تین چیزیں کیا ہیں؟ تقدس مآب سے کہا گیا: ان میں سے سب سے پہلے اپنے آپ پر اور آپ کے گھر والوں پر بھوک اور مشقت ہے۔ حضرت نے فرمایا: اے رب میں نے اسے قبول کر لیا اور راضی ہو گیا اور سر تسلیم خم کر دیا اور میں تجھ سے کامیابی اور صبر کا سوال کرتا ہوں۔

اور دوسری : وہ جس کی تکذیب کی گئی ہے اور تم پر بڑا خوف طاری ہوگیا ہے، اور اس نے اپنے مال و جان کو اہل کفر سے جنگ میں خرچ کیا ہے، اور ان کی طرف سے تمہیں پہنچنے والی تکلیف کو برداشت کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا: اے رب میں نے اسے قبول کر لیا اور راضی ہو گیا اور سر تسلیم خم کر دیا اور میں تجھ سے کامیابی اور صبر کا سوال کرتا ہوں۔

اور تیسرا: یہ اس بات پر مشتمل ہے کہ آپ کے بعد آپ کے گھر والوں کا کیا ہوگا، اور وہ ہے ان کا قتل اور قتل۔ جہاں تک آپ کے بھائی علی کا تعلق ہے: آپ کی امت کی طرف سے توہین، بدتمیزی، طعن و تشنیع، حق کا انکار، تکذیب اور ظلم اس پر ہو گا اور آخر کار اسے قتل کر دیں گے۔ کہا: اے رب، میں نے اسے قبول کر لیا اور راضی ہو گیا اور ہتھیار ڈال دیئے، اور میں تجھ سے کامیابی اور صبر کا سوال کرتا ہوں۔

اور جہاں تک آپ کی بیٹی کا تعلق ہے: اس پر ظلم ہوگا، اس کے حقوق غصب کیا جاۓگا،اور حاملہ ہونے کی حالت میں اسے مارا جاۓگا، اور لوگ ان کی اجازت کے بغیر گھر میں داخل ہوں گے، اور کم ظرف لوگ اسے تکلیف دیں گے، اور اذیت و ازار کی وجہ سے اسقاط حمل ہو گا اور وہ اسی تکلیف کی وجہ سے جام شہادت نوش کرے گی۔ حضرت نے فرمایا: میں اسے قبول کرتا ہوں اور میں مطمئن اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوں اور میں آپ سے کامیابی اور صبر کا سوال کرتا ہوں، پھر آپ سے فرمایا گیا: آپ کی بیٹی کے دو بیٹے ہوں گے، ان میں سے ایک کو آپ کی امت چال بازی سے قتل کر یگا، وہ لوگ اس کے کپڑے چھین لیں گے اور اسے طعنوں کا نشانہ بنائیں گے۔ حضرت نے فرمایا: اے رب میں نے اسے قبول کیا اور اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیا و إِنَّا لِلَّهِ وَ إِنَّا إِلَیْهِ راجِعُونَ اور میں تجھ سے صبر میں کامیابی کا سوال کرتا ہوں۔ اور جہاں تک اس کے دوسرے بیٹے کا تعلق ہے، امت نے اسے جہاد کی دعوت دیگا، پھر وہ لوگ اسے برے اور غیر معمولی طریقے سے قتل کریگا، اس کے بچوں اور اس کے اہل خانہ کو جو اس کے ساتھ ہیں، قتل کریگا، اور پھر اس کے حرم پر قبضہ کریگا۔ پس وہ مجھ سے مدد اور نصرت چاہتا ہے، لیکن میری طرف سے یہ فرمان جاری ہوا کہ وہ اور اس کے

ساتھ والے سب شہید ہو جائیں، اس کا قتل زمین کے دونوں کناروں کے درمیان رہنے والوں کے خلاف دلیل ہوگا۔ آسمان والے اور اہل زمین اس کے لیے رویں گے اور جو فرشتے اس کی مدد نہیں کر سکتے وہ اس معاملے میں رویں گے۔

ابن قولویه، جعفر بن محمد، کامل الزیارات، ص999، ترجمه ذهنی تهرانی - تهران، چاپ: اول، 1377 ش.

اوپر کی روایت سے صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کی شہادت کا مفہوم حملہ آوروں کے زخموں اور ضربوں کی شدت سے واضح ہے۔ یہ روایت تمام اصحاب امامیہ کی مشہور اور معتبر روایتوں میں سے ہے اور اسے جاری کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

4/3/7. من لا یحضره الفقیه شیخ صدوق:

شیخ صدوق شیعہ حدیث کے ستونوں میں سے ایک ہیں۔ آپ کی پرورش مکتب قم میں ہوئی۔ شیخ صدوق نے اپنی مشہور کتاب من لا یحضرہ الفقیہ کے شروع میں کہا ہے کہ وہ اس کتاب میں ایسی روایات شامل کرتے ہیں جو حجت ہے اور ان پر عمل کیا جا سکتا ہے۔اس روایت کی کتاب میں سب سے اہم احادیث جو صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کے حوادث سے متعلق ہیں۔ مندرجہ ذیل روایت ہے جو صراحت کرتی ہے کہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا صدیقہ اور شہیدہ تھیں:

« السَّلَامُ عَلَيْكِ أَيَّتُهَا الصِّدِّيقَةُ الشَّهِيدَةُ السَّلَامُ عَلَيْكِ أَيَّتُهَا الرَّضِيَّةُ الْمَرْضِيَّة»

ابن بابويه، محمد بن على، من لا يحضره الفقيه، ج2 ؛ ص573، قم، چاپ: دوم، 1413 ق.

4/3/8. تهذیب الاحکام شیخ طوسی

شیعوں کی چار سب سے اہم روایتی کتابوں میں سے ایک تہذیب الاحکام ہے۔ اس کتاب کے تعارف میں شیخ طوسی نے اپنی کتاب کے پیروکاروں اور قارئین سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس میں ایسی روایات کو شامل کریں گے جو اصحاب امامیہ کے درمیان مشہور و معروف اور معتبر ہوں۔ اس کتاب کی احادیث میں سے ایک حدیث ہے جو واضح طور پر حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی شہادت کے بارے میں بتاتی ہے:

«السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا أُمَّ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ سَيِّدَيْ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ السَّلَامُ عَلَيْكِ أَيَّتُهَا الصِّدِّيقَةُ الشَّهِيدَةُ السَّلَامُ عَلَيْكِ أَيَّتُهَا الرَّضِيَّةُ الْمَرْضِيَّة»

طوسى، محمد بن الحسن، تهذيب الأحكام (تحقيق خرسان)، ج6 ؛ ص10، تهران، چاپ: چهارم، 1407 ق.

4/3/9. احتجاج مرحوم طبرسی

شیعہ کی ایک مستند روایتی کتاب جو ہمیشہ امامیہ علماء اور فقہاء کی توجہ کا مرکز رہی ہے، مرحوم طبرسی کی کتاب الاحتجاج ہے۔ اس عظیم کتاب کے مصنف نے اپنی کتاب کے شروع میں یہ شرط رکھی ہے کہ وہ اس کتاب میں ایسی روایات کو شامل کریں گے جو اجراء کے نقطہ نظر سے دلائل کے مشابہ ہوں جیسے عقل قطعی

سے اتفاق یا قرآنی موضوعات سے اتفاق۔ اور شیعہ عقیدہ کے اصول قطعی اور...محرزاور مسلم ہوں:

و لا نأتی فی أكثر ما نورده من الأخبار بإسناده إما لوجود الإجماع عليه أو موافقته لما دلت العقول إليه أو لاشتهاره فی السير و الكتب بين المخالف و المؤالف

میں نے بہت سی خبروں کی سند جیسے اس پر اجماع کا وجود، حدیث کے مواد کے اتفاق یا سیرت کی کتابوں میں روایت کی مقبولیت اور شیعہ و سنی کے درمیان متفق و اختلاف کرنے والی کتابوں کا ذکر نہیں کیا۔

طبرسی، احمد بن علی، الإحتجاج على أهل اللجاج (للطبرسی)، ج1 ؛ ص14، مشهد، چاپ: اول، 1403 ق.

مرحوم طبرسی نے اپنی روایت کی کتاب کے ایک حصے میں ایک روایت ذکر کی ہے جو صدیقہ طاہرہ کی شہادت کو واضح کرتا ہے:

«ِ ثُمَّ قَالَ لِقُنْفُذٍ إِنْ خَرَجَ وَ إِلَّا فَاقْتَحِمْ عَلَيْهِ فَإِنِ امْتَنَعَ فَأَضْرِمْ عَلَيْهِمْ بَيْتَهُمْ نَاراً فَانْطَلَقَ قُنْفُذٌ فَاقْتَحَمَ هُوَ وَ أَصْحَابُهُ بِغَيْرِ إِذْنٍ وَ بَادَرَ عَلِيٌّ إِلَى سَيْفِهِ لِيَأْخُذَهُ فَسَبَقُوهُ إِلَيْهِ فَتَنَاوَلَ بَعْضَ سُيُوفِهِمْ فَكَثُرُوا عَلَيْهِ فَضَبَطُوهُ وَ أَلْقَوْا فِي عُنُقِهِ حَبْلًا أَسْوَدَ وَ حَالَتْ فَاطِمَةُ ع بَيْنَ زَوْجِهَا وَ بَيْنَهُمْ عِنْدَ بَابِ الْبَيْتِ فَضَرَبَهَا قُنْفُذٌ بِالسَّوْطِ عَلَى عَضُدِهَا فَبَقِيَ أَثَرُهُ فِي عَضُدِهَا مِنْ ذَلِكَ مِثْلُ الدُّمْلُوجِ مِنْ ضَرْبِ قُنْفُذٍ إِيَّاهَا فَأَرْسَلَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى قُنْفُذٍ اضْرِبْهَا فَأَلْجَأَهَا إِلَى عِضَادَةِ بَيْتِهَا فَدَفَعَهَا فَكَسَرَ ضِلْعاً مِنْ جَنْبِهَا وَ أَلْقَتْ جَنِيناً مِنْ بَطْنِهَا فَلَمْ تَزَلْ صَاحِبَةَ فِرَاشٍ حَتَّى مَاتَتْ مِنْ ذَلِكَ شَهِيدَةً

پھر قنفذ کو حکم دیا کہ اگر وہ نہ جائے تو اس کی اجازت کے بغیر داخل ہو جاو اور اگر وہ ممانعت کرے تو گھر کو آگ لگا دو۔ قنفذ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بغیر اجازت ولی خدا کے گھر پر حملہ کر دیا، اور اپ نے دفاع کے لیے تلوار نکالی لیکن بھیڑ نے اسے گھیر لیا اور تلوار چھین لیا۔ اور چاروں طرف سے گھیر کر ان کی مبارک گردن میں سیاہ رسی ڈال دیا۔ یہ تکلیف دہ صورت حال دیکھ کربنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے صبر ہو گئے اور اپنے شوہر کو چھوڑانے کی کوشش کی لیکن قنفذ ملعون نے صدیقہ طاہرہ کے مبارک بازو پر اپنا کوڑا مارا!! اس ضرب کا اثر اس کے بازو میں مرتے دم تک باقی رہا۔ اسی دوران ابو بکر نے قنفذ کو پیغام بھیجا کہ علی کو میرے پاس لے آؤ اور اگر فاطمہ انکار کرے تو اسے مارو اور علی سے دور رکھو۔ اس پیغام کے ساتھ ہی یہ ماجرا شدت اختیار کی اور آخر میں دروازے اور دیوار کے دباؤ اور اس کی شدت کے درمیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی پر ظلم و بربریت اور شدت کو دیکھا گیا۔ یہ حملہ اتنا شدید تھا کہ خاتون کی پسلی ٹوٹ گئی اور اسقاط حمل ہو گیا!! اس گھناؤنے فعل کے نتیجے میں وہ محترمہ اپنی زندگی کے آخری دن تک مسلسل زمین گیر رہیں یہاں تک کہ وہ مظلومہ شہید ہو گئیں، خدا کی رحمتیں اس پر نازل ہوں۔

طبرسی، احمد بن علی، الإحتجاج على أهل اللجاج (للطبرسی)، ؛ ج1 ؛ ص83، مشهد، چاپ: اول، 1403 ق.

4/3/10۔ نتیجہ

مندرجہ بالا واقعات پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کی شہادت شیعوں کے اہم ترین اصولوں اور روایتوں کی کتابوں میں ایک یقینی موضوع رہی ہے۔ یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ صحیح کتابوں اور اصول حدیث میں ان روایات کے وجود کی وجہ سے روایات کو معتبر بنانے کی بنیاد شیخ مفید

کے نزدیک ان کی رائے میں صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کی شہادت یقینی تھی۔

4/4۔ شیعہ علماء کے اجماع سے متفق ہونا۔

امامیہ علماء کے اجماع کے ساتھ کسی روایت کے مواد کا متفق ہونا ائمہ علیہم السلام سے روایت جاری کرنے کے لیے اہم ترین دلیل اور علم کا ذریعہ ہے۔ شیخ طوسی (460ھ): حضرت زہرا کے پیٹ پر عمر کے مارنے اور ان کے اسقاط حمل اور اس خاتون کی شہادت پر اجماع ہے اور اختلاف نہیں کیا گیا ہے:

«و المشهور الذی لا خلاف فیه بین الشیعة: أن عمر ضرب علی بطنها حتی اسقطت فسمی السقط محسنا.... لا یختلفون فی ذلک.»

شیعہ روایت کو بھی اسی تناظر میں قبول کیا جاتا ہے اور کسی شیعہ نے اس میں اختلاف نہیں کیا .... کہ عمر نے صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کے پہلو میں مارا اور اس کے نتیجے میں محسن کا اسقاط حمل ہو گیا... اس معاملے میں شیعہ علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

الطوسی، أبو جعفر محمد بن الحسن (المتوفی 460 ق)، تلخیص الشافی، ج3 ص156، لملاحظات: مقدمه و تحقیق از حسین بحر العلوم، دار النشر: انتشارات المحبین - قم، الطبعة: اول، سنة الطبع: 1382ش.

شیخ مفید - جنہوں نے اجماع کی روایت کو دلیل مانتے تھے، کی بنیاد کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ شہادت صدیقہ طاہرہ کی مثبت روایتیں اور اس خاتون کے مصائب ان کی نظر میں یقینی اور ناقابل اعتراض ہیں۔ البتہ اس بات کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے کہ متقدمین میں سےصحابہ کرام اور فقہاء امامیہ کا اجماع فقہاء و محدثین کی حضور معصومین کےزمانہ سے قریب ہونےکی وجہ سے معلوم ہوتی ہیں۔ دریافت کا یہ اتفاق اس بات کا بہت مضبوط اور معروف ثبوت ہے کہ صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا نے شہادت پائی۔ اور اس فرض کے بنیاد پر کہ ہمارے زمانے کے روایتی منابع میں کوئی روایت موجود نہیں تھی، یہ اجماع حجت تھا کیونکہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ شیعہ علماء نے اتنے اہم اور حساس مسئلہ پر بغیر ثبوت کے رائے دی ہو، اس لیے ان کے پاس یقینی ثبوت موجود تھا۔ اس لیے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کی صحیح روایت لے کر آئیں، ہم اس قیاس پر کہہ رہے ہیں کہ ایسی کوئی روایت ہرگز نہیں ہے، لیکن شیعوں کے نقطہ نظر سے یہ شہرت اور اجماع صحیح ہے۔

5. مغالطه اشتراک لفظی شیخ مفید کے نقطہ نظر سے

اب تک محترم قاری شیخ مفید کے اجتہاد کے قطعی اصولوں کی بنیاد پر ان کے خیالات سے واقف ہو چکے ہیں۔ اور وہ بے شمار قطعی دلائل و شواہد کی بنا پر اس نتیجے پر پہنچے کہ شیخ مفید صدیقہ طاہرہ کی شہادت میں فیصلہ کن تھے۔ اس میں بعض منحرف گروہ جن کی حمایت وہابیت بھی کرتی ہے، شیخ مفید کی کتاب ارشاد کا ایک جملہ نقل کر کے یہ حقیقت پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ شیعوں کے درمیان حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی شہادت کا تصور یقینی نہیں ہے اور شیعوں کے درمیان اختلافات پائے جاتے ہیں۔

شبہات ایجاد کرنے والوں کےلئے سندشیخ مفید کا ارشاد میں درج ذیل ہے:

«و فی الشيعة من يذكر أن فاطمة سلام الله عليها أسقطت بعد النبی صلی الله عليه و آله ولدا ذكرا كان سماه رسول الله صلی الله عليه و آله و هو حمل محسنا فعلی قول هذه الطائفة أولاد أمير المؤمنين عليه السلام ثمانية و عشرون و الله أعلم»

یمن میں کچھ شیعہ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ بے شک فاطمہ(سلام اللہ علیہا) کا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد ایک بیٹا سقط حمل ہواتھا جس کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسن رکھا تھاجب صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا حاملہ تھیں۔ اس فرقہ شیعہ کے مطابق امیر المومنین کے اٹھائیس بچے ہوتےہیں بحرحال خدا سب کچھ جانتا ہے۔

مفید، محمد بن محمد، الإرشاد فی معرفة حجج الله علی العباد، ج1 ؛ ص355، قم، چاپ: اول، 1413 ق.

یہ بات بالکل واضح ہے کہ مذکورہ بالا بیان صدیقہ طاہرہ کی شہادت میں شیخ مفید کے اجتہاد فکر سے کوئی متصادم نہیں ہے۔ کیونکہ ان کی شہادت اور اولاد کا مسئلہ دو بالکل الگ الگ معاملات ہیں۔ البتہ شیعہ اور سنی روایات اور احادیث کی کتابوں میں ایسی روایات موجود ہیں کہ شہادت کا سبب وہ ضرب تھی جو قنفد نے صدیقہ طاہرہ کے پہلو پر لگائی تھی، جس کے نتیجے میں محسن کا اسقاط حمل ہوا۔ اور حضرت شدید بیمار رہیں اور آخر کار جام شہادت نوش کی ۔ لیکن یہ جاننا چاہیے کہ شہادت کا مضمون کے یقینی ہونے کے باوجود اس کی بعض تفصیلات کا اختلافی ہونا اس کے واقع ہونے کے اصول کو نقصان نہیں پہنچاتا۔

تاہم یہ معلوم ہونا چاہیے کہ شیخ مفید کا"فی الشیعہ"اس عبارت سے مراد امامیہ شیعہ نہیں ہیں، کیونکہ شیخ مفید کے وقت شیعہ امامیہ نہیں تھے۔ علامہ سید جعفر مرتضیٰ عاملی اس بارے میں لکھتے ہیں:

«العبارة المذكورة لا تدل علی مخالفة المفيد للطوسی فی هذا الامر؛ لأن كلمة «الشيعة» كانت فی زمن الشيخ المفيد تطلق علی العديد من الفرق، مثل: الزيدية، و الاسماعيلية، و الامامية، و غيرهم، بل و علی المعتزلة أيضا الذين كانوا هم الحاكمين فی بغداد، و هم الذين سمحوا بإقامة مناسبة عاشوراء بالطريقة المعروفة و المتداولة حتی يومنا هذا.و كان يطلق علی الشيعة الامامية من قبل خصومهم اسم: الرافضة»

شیخ مفید کے بیان سے یہ ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ شیخ مفید حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی شہادت کے بارے میں شیخ طوسی کے اس اتفاق سے متفق نہیں ہیں۔ کیونکہ شیخ مفید کے زمانے میں لفظ شیعہ کا اطلاق کئی فرقوں پر ہوتا تھا جیسے: زیدیہ، اسماعیلیہ، امامیہ وغیرہ۔ یہاں تک کہ یہ لفظ معتزلہ پر بھی لاگو ہوا ہے جو اس وقت بغداد پر حکومت کرتا تھا۔ اور اسی گروہ نے عاشورا کی تقریب کو معمول کے مطابق منعقد کرنے کی اجازت دی جو اب تک جاری ہے۔ شیعوں کے نام کو ان کے دشمنوں نے رافضی سے تعبیر کیا!

عاملی، جعفر مرتضی، مأساة الزهراء عليها السلام، ج1 ؛ ص167، 2جلد، دار السيرة - بيروت، چاپ: دوم، 1418 ه.ق.

اس جواب کی تصدیق شیخ مفید کے الارشاد میں درج ذیل قول سے بھی ہوتی ہے: «الشِّيعَةَ رَجُلَانِ: إِمَامِيٌ وَ زَيْدِيٌّ»

شیعه کی دو قسمیں ہیں، امامی اور زیدی!

الإرشاد فی معرفة حجج الله علی العباد؛ نویسنده مفید محمد بن محمد (وفات: 413)، محقق/ مصحح: مؤسسة آل البیت علیهم السلام، ناشر: دار المفید للطباعة والنشر والتوزیع - بیروت – لبنان، ج2، ص22

اس کے علاوہ امامیہ کے مخالفین کے اعترافات کا تجزیہ کرنے سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ بارہ امامی شیعہ میں سے جو شیخ مفید کے ماننے والے تھے، صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کی شہادت پر یقین رکھتے تھے۔ اور یہاں تک کہ انہوں نے اس کے لئے وسیع تقاریب اور ماتم کا انعقاد کیا۔

"قاضی عبدالجبار معتزلی" اپنی کتاب " تثبیت دلائل النبوۃ " میں "ہم عصر شیخ مفید" کہتے ہیں:

« وفی هذا الزمان وابو عبدالله محمد بن نعمان وکل هؤلاء یبکون علی فاطمة وعلی ابنها المحسن ویقیمون المنشدین والمناحات فی ذلک»

اس وقت شیخ مفید ابو عبد اللہ محمد بن نعمان اور یہ تمام شیعہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اور ان کے بیٹے محسن کے لیے گریہ و زاری کرتے ہیں اور ان کے لیے ماتم اور نوحہ خوانی و مجلسیں منعقد کرتے ہیں۔

تثبیت دلائل النبوة؛ القاضی عبد الجبار بن أحمد بن عبد الجبار الهمذانی الأسد أبادی، أبو الحسین (متوفای 415هـ)، حققه وقدم له: الدکتور عبد الکریم عثمان، دار النشر: دار العربیة للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت – لبنان، ج1، ص594-595

نتیجہ یہ ہے کہ شبہ پیدا کرنے والے نے بعض زیدیوں کی رائے کو غلط فہمی اور لفظ شیعہ میں الفاظ کے اشتراک کی غلط فہمی کے ساتھ شیعہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور اس کے ذریعے سامعین کو یہ دکھانے کی کوشش کی کہ شیخ مفید صدیقہ طاہرہ کی شہادت پر یقین نہیں رکھتے تھے ۔

6-نتیجہ

شیخ مفید کے اجتہاد کی بنیادوں کے بارے میں تفصیلی تجزیے کے ساتھ تاریخی روایات اور گذارشوں کو صحیح قرار دینے اور اسے ان کے فقہی، احادیث اور تاریخی کاموں پر لاگو کرنے کے حوالے سے وضاحت کی گئی کہ امامیہ کے اس عظیم عالم کی رائے میں صدیقہ طاہرہ کی شہادت متعدد طریقوں، اسباب اور دلائل کی بنا پر یقینی ہے۔ وہ لوگ جو شیخ مفید پر حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی شہادت کو نہ ماننے کا الزام لگاتے ہیں۔ انہیں اجتہاد کی بنیادوں اور اس کے کاموں کی کوئی سمجھ اور علم نہیں ہے یہ لوگ اور منحرف فرقے وہابی سیاست اور عالمی صیہونیت کے مطابق شیعہ مسلمانوں کے عقائد پر شک کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ ان کے شیطانی افکار کے اثر کو بنیاد فراہم کریں۔